

# الشَّرْفِي

شرح

ایسا غوجی

مع عربی متن و اردو ترجمہ

و

خلاصۃ المنطق

منطق کی اصطلاحات کی عام فہم تشریح

از

محمد اشرف قریشی

قدیمی کتب خانہ

آرام باغ - کراچی

# الشَّرْفِي

شرح

ایسا غوجی

مع عربی متن وارد و ترجمہ

و

خلاصۃ المنطق

منطق کی اصطلاحات کی عام فہم تشریح

از

محمد اشرف قریشی

ناشر

قدیمی کتب خانہ

مقابل آلام باغ کراچی

○ حقوق الطبع محفوظة ○

حقوق طبع بحق قديمی کتب خانہ محفوظ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قال الشيخ الامام العلامة افضل العلماء المتأخرين قدوة الحكماء  
الراشخين اشيرالدين الابهرى طيب الله ثراه وجعل الجنة مثواه

ترجمہ:- شیخ، امام، علامہ، متأخر علماء میں سب سے افضل،  
راشخ علماء کے پیشوا اشیرالدين ابهرى، اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو خوشبو دار  
کرے اور جنت ان کا ٹھکانہ بنائے، انہوں نے فرمایا

شرح یہ مذکورہ عبارت مصنف کے کسی شاگرد کی ہے۔ شیخ بزرگ کو کہتے  
ہیں خواجہ عمر کی وجہ سے بزرگ ہو یا علم کی وجہ سے۔ امام بمعنی پیشوا، جس کی اتباع  
کی جائے، جس کی رائے پر اعتماد ہو۔ شری بمعنی مٹی اور اس سے مراد قبر ہے۔  
مصنف کا نام مفضل، اشیرالدين لقب، مولانا زاہد عرف اور والد کا نام  
عمر ہے، انہر روم کے ایک مقام کا نام ہے۔ آپ اس علاقہ کے رہنے والے  
تھے۔ آپ کو امام فخرالدين رازى سے شرف تلمذ حاصل ہے آپ اپنے زمانہ کے  
بڑے عالم فاضل اور بلند پایہ محقق و منطقی تھے۔

آپ نے بہت سی عمدہ اور قابل قدر کتابیں تصنیف کیں جیسے الاشارات  
زبدہ، کشف الحقائق، الحصول، المغنی، الیساغوجی، ہدایۃ الحکمتہ، تنزیل الافکار  
فی تعدیل الاسرار وغیرہ۔ ان میں سے الیساغوجی اور ہدایۃ الحکمتہ بہت  
مشہور ہوئیں اور دونوں کتابیں داخل درس نظامی ہیں۔ ہدایۃ الحکمتہ فلسفین  
ہے اور اس کی شرح میزبانی پڑھائی جاتی ہے۔

آپ کی سنہ وفات میں مختلف اقوال ہیں، مثلاً ۳۶۱ھ، ۳۶۲ھ

۱۷۱۷ اور ۱۷۱۸ کے کتابوں میں ذکر کے آگے آگے ہیں۔ ۱۷۶۶ء زیادہ راجح ہے۔

نحمد الله على توفيقه ونسأله هداية طريقه واليهام الحق  
بتحقيقه ونضلى على محمد واله وعقوده اما بعد فهذه رسالة  
فى المنطق اورد نافعها ما يجب استحضاره لمن مبتدأ شياً من  
العلوم مستعيناً بالله انه مفىض الخير والجلود اليساغوجى

ترجمہ: ہم اللہ کی توفیق پر اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اور ہم اس سے  
اس کے راستہ کی ہدایت اور اس کی تحقیق سے حق کے الہام کا سوال کرتے  
ہیں۔ اور ہم محمد، ان کی آل اور ان کی اولاد پر درود بھیجتے ہیں۔ اما بعد یہ منطق  
میں ایک رسالہ ہے جس میں ہم وہ امور لائے ہیں جن کو ذہن میں حاضر کرنا  
اس شخص پر ضروری ہے جو علوم کی ابتدا کرے، اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے  
ہوئے (ہم نے یہ کام کیا ہے) کیونکہ وہی بھلائی کا فیضان کرنے والا ہے۔  
یہ ایسا غوجی ہے۔

شرح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس کام کی ابتداء اللہ  
کے ذکر سے نہ ہو تو وہ کام نیر سے خالی ہوتا ہے۔ اس حدیث کے پیش نظر  
نیز قرآن اور سلف صالحین کی اقتداء کرتے ہوئے مصنف نے اپنی کتاب  
اللہ تعالیٰ کی تعریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے ساتھ شروع کی۔  
کسی کی ذاتی خوبیوں پر زبان سے تعریف کرنے کو حمد کہتے ہیں۔ اللہ اس ذات  
کا نام ہے جس کا وجود واجب اور ضروری ہے۔ اور وہ تمام صفات کمالیہ کا  
جامع ہے۔ توفیق: مطلوب کے اسباب اور وسائل کا مہیا ہو جانا، خواہ مطلوب

خیر مو یا شر۔ لیکن لفظ توفیق کا استعمال خیر کے کاموں میں ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان، اعمال صالحہ، تحصیل علوم اور نشر و اشاعتِ علوم کی توفیق ہی اس لئے مصنف نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اس توفیق پر ہم اس کی تعریف کرتے ہیں۔ ہدایت، یعنی راستہ دکھانا مطلوب و مقصود تک پہنچا دینا۔

الہام: دل میں کسی بات کا بلا واسطہ ڈال دینا خواہ وہ بات اچھی ہو یا بُری لیکن اگر اچھی بات ہو تو وہ خداوند اور فرشتوں کی طرف سے ہوتی ہے اور اسے ہی الہام کہا جاتا ہے۔ اگر بُری بات ہو تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور اسے مرید کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا توفیق کئی چیزوں سے الگ ہے اس کے راستے کی ہدایت اور حق کے الہام ہر سال کیا اور یہ قید لگائی کہ اس حق کی تحقیق اللہ کی طرف سے ہو یعنی وہ اللہ کے نزدیک حق ہو۔ کیونکہ بسا اوقات انسان ایک چیز کو حق سمجھتا ہے حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ باطل ہوتی ہے اور شیطان کا دھوکہ ہوتا ہے۔ فلاسفہ و علمین باطل کو حق سمجھ کر گمراہ ہوئے۔

(قولہ فیذہ) اگر مصنف نے پہلے خطبہ لکھا اور اس کے بعد کتاب کے مقاصد لکھے تو یہ خطبہ ابتداء کہلاتا ہے۔ اس صورت میں اشارہ ان معانی اور خیالات کی طرف ہوگا جو مصنف کے ذہن میں تھے اور اگر پہلے کتاب کے مقاصد لکھے اور پھر آخر میں خطبہ لکھ کر اسے کتاب کے شروع میں ذکر کر دیا تو یہ خطبہ الحاقیہ کہلاتا ہے اس صورت میں اشارہ کتاب کے مقاصد کی طرف ہوگا۔ رسالہ یعنی کتابچہ یعنی جس میں ایک موضوع کے اہم مسائل کو جمع کر دیا جائے۔ منعلق۔ مصدر ہے یعنی بولنا۔ اصطلاح میں ظاہری کلام اور ذہنی خیالات پر بھی منطلق کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اسی لئے اس علم کو بھی منطلق کہتے ہیں۔ جس کے ذریعہ ظاہری گویائی اور فہم و ادراک میں قوت و سچنگی حاصل ہو۔

علم منطلق کو علم میزان بھی کہتے ہیں۔ قصودیف۔ ایسا علم جو ایک علمی مقالہ کو

آلہ ہے جس کی رعایت کے ذریعہ ذہن خطا نہ کرے اور محفوظ رہے، اس کا موضوع معترف اور حجت میں چونکہ یہ علم و فن دلیل بنانے، دلیل کو سمجھنے، اس کی قوت و ضعف کو جانچنے، کلام کو منظم کرنے اور قوت فکر یہ میں اضافہ کا ذریعہ بنتا ہے۔ اور انہی امور کے ذریعہ علوم حاصل ہوتے ہیں، ان کی حقیقت کی سمجھ پیدا ہوتی ہے، خاص کر علوم عقلیہ و فلسفہ میں مدد ملتی ہے۔ اس لئے اس علم کو علم لکھا جاتا ہے۔ یعنی دوسرے علوم کے سیکھنے کا آلہ ہے۔ چنانچہ مصنف نے اس کی اسی اہمیت کے پیش نظر فرمایا کہ جو علوم کی تحصیل کی ابتدا کرے اس کے لئے جن امور کے بارے میں واقف ہونا ضروری ہے وہ انہی امور میں اس رسالہ میں لائے ہیں اور وہی امور منطق کے مضامین ہیں۔ اسی وجہ سے ابونصر فارابی نے منطق کو رئیس العلوم کہا ہے۔ ابوعلی ابن سینا نے اسے خادم العلوم قرار دیا ہے امام غزالی نے فرمایا کہ جو شخص علم منطق سے اچھی طرح واقف نہ ہو اس کا علوم میں اعتماد نہیں ہے۔ علم منطق کو سمجھنے بغیر علم کلام، فلسفہ، اصول فقہ اور فقہ کی کتابوں و اسماحت کو سمجھنا قدرے مشکل ہے۔

جود کے معنی ہیں کسی کو اس کے حال کے مناسب کسی عوض کے بغیر بیز دینا اس کی طرف سے مطالبہ اور اس کے حق کے بغیر، یہ صفت خاص اللہ تعالیٰ کی ہے۔ مخلوق میں سے کوئی بھی اس صفت کا حامل نہیں ہے۔ لفظ سخاوت کا مفہوم اس سے کم درجہ کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو جواد اور مخلوق کو سخی کہتے ہیں (قولہ ایسا عوجی) یہ مبتداء مجذوف کی خبر ہے۔ یعنی هذا ایسا عوجی۔ لفظ ایسا عوجی یونانی لفظ ہے اس کے مختلف معنی ہیں۔ داخل ہونے کا راستہ، پانچ پنکٹری والا پھول، پانچ کلیات یعنی جنس، نوع، فصل، خاصہ اور عرض عام وغیرہ کلیات خمسہ کو ایسا عوجی کہنے کی وجہ میں مختلف اقوال ہیں، میر سید شریف نے فرمایا

کہ یہ اس یونانی میکیم کا نام ہے جو ان کلیات میں مہارت رکھتا تھا۔ بعض نے کہا کہ یہ اس یونانی میکیم کا نام ہے جس نے ان کلیات کا استخراج کیا اور ان کا موجد ہوا۔ اسی کے نام سے کلیات کو ایسا غوجی کہا گیا ہے۔ بعض نے کہا کہ پانچ چھڑی والے چھول کو ایسا غوجی کہتے ہیں۔ چونکہ یہ کلیات بھی پانچ ہے۔ اس لئے ان کلیات کو ایسا غوجی کہا گیا۔ اس کے علاوہ اور بھی متعدد اقوال ہیں لیکن یہی مذکورہ اقوال معتد ہیں۔

اللفظ الدال بالوضع علی تمام ما وضع له بالمطابقتة وعلی جزئہ بالتضمن ان کان له جزئ وعلی ما یلدز مه فی الذهن بلا التزام کالانسان فانہ یدل علی الحيوان الناطق بالمطابقتة وعلی احدھما بالتضمن وقابل العلم وصنعة الكتابة بالالتزام۔

ترجمہ :- دلالت لفظیہ و صنعتیہ میں اگر لفظ کی دلالت اپنے موضوع لہ کے تمام پر ہے تو وہ دلالت مطابقتہ ہے اگر موضوع لہ کے کسی حصہ پر ہے تو وہ دلالت تضمنیہ ہے بشرطیکہ موضوع لہ کے حصے ہوں اور اگر اس امر پر ہے جو موضوع لہ کے ساتھ ذہن میں لازم ہے تو وہ دلالت التزامی ہے۔ جیسے لفظ انسان کی دلالت حیوان ناطق پر مطابقتی ہے اور ان میں سے کسی ایک یعنی صرف حیوان یا صرف ناطق پر دلالت تضمنی ہے اور قابلیت علم و کتابت کے فن پر دلالت التزامی ہے۔

شرح :- دلالت کے لغوی معنی ہیں راستہ دکھانا اور اصطلاح میں ایک چیز کے علم سے دوسری چیز کا علم ہونا۔ پہلی چیز کو دال اور دوسری چیز کو مدلول کہتے ہیں۔ دال اگر لفظ ہے تو اسے دلالت لفظیہ اور اگر لفظ نہیں ہے تو اسے دلالت غیر لفظیہ کہتے ہیں۔ جیسے دھویں کو دیکھ کر آگ کے وجود کا علم ہونا۔ جب ایک چیز سے دوسری چیز کا علم ہوتا ہے تو وہ یا تو عقل کی وجہ سے ہوتا ہے



یعنی کسی چیز کے آثار و علامات دیکھ کر عقل اس چیز کے وجود کا فیصلہ کرتی ہے۔ جیسے دھوپ کو دیکھ کر آگ کے وجود کا فیصلہ کرنا۔ بادلوں کو دیکھ کر بارش کا اندازہ لگانا کسی چیز کی آواز سن کر اس کے وجود کا فیصلہ کرنا اور کائنات کے تغیرات وغیرہ کو دیکھ کر اس کے بنانے والے کے وجود کا فیصلہ کرنا۔ یہ دلالت عقلیہ کہلاتی ہے۔ یا دوسری چیز کا علم طبیعت و مزاج کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے آہ، آہ، آف وغیرہ کی آواز سے رنج و صدمہ یا تکلیف کا علم ہونا، چہرے کے رنگ کے تغیرات سے انسان کی خوشی و غمی کا علم ہونا۔ بچے کے رونے سے اس کے کسی تکلیف میں مبتلا ہونے کا علم ہونا وغیرہ یہ دلالتِ طبیعیہ کہلاتی ہے یا دوسری چیز کا علم اس وجہ سے ہوتا ہے کہ پہلی چیز کو دوسری چیز کے وجود کے لئے خاص اور مقرر کر دیا جاتا ہے۔ جیسے شاہراہ پر نشانات کو خاص پیغام کے لئے مقرر کرنا، حروف و اعداد کے نقوش کو ان کی آوازوں کے لئے مقرر کرنا، اذان کے کلمات کو نماز کے وقت کے لئے مقرر کرنا۔ الفاظ کو مافی الضمیر کے بیان کے لئے مقرر کرنا، لفظ صلوات کو خاص حرکات کے لئے مقرر کرنا وغیرہ۔ یہ دلالتِ وضعیہ کہلاتی ہے جس کو مقرر کرتے ہیں وہ موضوع کہلاتا ہے اور جس کے لئے مقرر کیا جاتا ہے وہ موضوع کہلاتا ہے اور جس نے مقرر کیا ہے اسے واضح کہتے ہیں۔ جیسے لفظ صلوات موضوع، خاص حرکات موضوع لہ اور شریعت واضح ہے۔ چونکہ ایک دوسرے سے معانی و مفہوم کا سمجھنا و سمجھانا الفاظ کی ان کے معانی پر دلالت کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے، اس لئے مصنف نے سب سے پہلے اسی کو بیان کیا۔

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں۔ مطابقت، تفسہنیہ اور التزامیہ۔ لفظ کو جن معانی و ذات کے لئے وضع کیا گیا ہے اگر لفظ بول کر وہ تمام معانی یا کامل

ذات مراد ہو تو وہ دلالتِ مطابقت ہے۔ گویا لفظ اپنے پورے معانی و ذات پر پوری طرح منطبق ہو گیا۔ جیسے لفظ انسان کو اُس ذات کے لئے وضع کیا گیا ہے جو مجموعہ حیوانِ ناطق ہے۔ اگر لفظ انسان بول کر یہ پورا مجموعہ مراد ہو تو یہ دلالتِ مطابقتی ہے۔ اکثر لفظ انسان کا استعمال اسی دلالت میں ہوتا ہے یا جیسے لفظ صلوٰۃ مجموعہ قیام، رکوع، سجود، قعدہ، قراءت اور تسبیح کے لئے وضع کیا گیا ہے اگر لفظ صلوٰۃ بول کر یہ پورا مجموعہ مراد ہو تو اسے دلالتِ تضمینہ کہتے ہیں یعنی ضمنی طور پر ثابت ہونا جیسے لفظ انسان بول کر صرف حیوان مراد لینا یا ناطق مراد لینا مثلاً انسان میں کھانے پینے، آرام کرنے اور دوسرے جانوروں والے جذبات موجود ہیں اگر کسی کے بارے میں کہا جائے کہ ”اس کے اندر یہ جذبات ہیں کیونکہ یہ انسان ہے“ تو اس قول میں لفظ انسان سے مراد اس کی حیوانیت ہے۔ یا مثلاً سجدہ یا رکوع یا قرائت وغیرہ کو صلوٰۃ کہنا۔ اس دلالت کو دوسرے الفاظ میں ”کل بول کر بعض مراد لینا“ کہتے ہیں۔ اگر کوئی موضوع لہ ایسا ہے کہ اس کا کوئی جز یا حصہ نہیں ہے تو وہاں پر دلالتِ تضمینی نہیں ہوگی۔ جیسے لفظ نقطہ اس مفہوم کے لئے وضع کیا گیا ہے جس میں لمبائی اور چوڑائی اور اونچائی نہ ہو۔ چونکہ اس میں حصے نہیں ہو سکتے اس لئے لفظ نقطہ کی دلالتِ تضمینی نہیں ہوگی۔

اکثر ایک چیز کے ساتھ دوسری چیز بھی متعلق ہوتی ہے اور ہر وقت دونوں ساتھ رہتے ہیں۔ حالانکہ یہ دوسری چیز پہلی سے بالکل جدا ہوتی ہے۔ جیسے آگ اور حرارت، حالانکہ آگ اور حرارت دونوں جدا جدا چیزیں ہیں۔ ان میں سے پہلی چیز کو ملزوم اور دوسری کو لازم کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا مثال میں آگ ملزوم اور حرارت لازم ہے اگر حقیقت و خارج میں اسی طرح ہو کہ ایک کے ساتھ دوسری چیز لازم رہے اور کبھی اس سے جدا نہ ہو تو اسے لازم خارجی کہتے ہیں۔ جیسے آگ و

حرارت، برف اور ٹھنڈک، لوہا اور سختی وغیرہ۔ اگر یہی لزوم ذہن میں آئے تو اسے لزوم ذہنی کہتے ہیں۔ جیسے آگ کے تصور سے حرارت کا تصور آنا وغیرہ۔ اب اگر لفظ بول کر اس کا موضوع لہ مراد نہ ہو بلکہ اس کا لازم ذہنی مراد ہو تو اسے دلالت التزامی کہتے ہیں۔ مثلاً انسان کے اندر علم حاصل کرنے اور دوسرے کام کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ تو اگر انسان بول کر اس کی مختلف صلاحیتیں مراد ہوں تو یہ دلالت التزامی ہے۔ جیسے یہ کہنا کہ انسان فرشتوں سے افضل ہے یعنی اپنے علم کی بنیاد پر افضل ہے یا چاند پر پہنچنا انسانی کمال ہے یعنی انسان اپنی قابلیت کی وجہ سے چاند پر پہنچا یا زید شیر ہے یعنی زید بہادر ہے۔ یہاں لفظ شیر سے اس کی ذات مراد نہیں ہے۔ بلکہ اس کی التزامی صفت بہادری مراد ہے۔ ہر چیز کے آثار و علامات اس چیز کے لئے لازم ہوتے ہیں۔ اسی طرح تمام مدلولات اپنے اپنے وال کے لئے لازم ہیں۔ اور استعارہ و تشبیہات میں دلالت التزامی ہی استعمال ہوتی ہے۔

ثم اللفظ اما مفرد وهو الذي لا يراد بالجزء منه دلالة على جزء  
معناه كالانسان واما مؤلف وهو الذي لا يكون كذلك كقولك راحي  
الحجارة فالمفرد إما كلي وهو الذي لا يمنع نفس تصور مفهومه عن  
وقوع الشركة فيه كالانسان واما مجزئ وهو الذي يمنع نفس تصور مفهومه  
عن وقوع الشركة فيه كزيد

ترجمہ: پھر لفظ یا تو مفرد ہوگا۔ مفرد وہ ہے جس کے جزو سے اس کے معنی کے جزو پر دلالت کا ارادہ نہ کیا جائے۔ جیسے انسان اور یا مرکب ہوگا۔ مرکب وہ لفظ جو اس طرح نہ ہو جیسے پتھر پھینکنے والا۔ پھر مفرد یا تو کلی ہوگا۔ کلی وہ مفہوم ہے جس کا صرف تصور اس مفہوم میں دوسرے کو شریک

ہونے سے منع نہ کرے جیسے انسان کا مفہوم اور یا جزئی ہوگا۔ جزئی وہ مفہوم ہے جس کا صرف تصور اس مفہوم میں دوسرے کو شریک ہونے سے منع کرے جیسے زید۔

شرح: یہ مناطقہ کے نزدیک کسی لفظ کے مفرد یا مرکب ہونے کا تعلق اس کے معنی اور اس پر دلالت کرنے سے ہے۔ اگر چند الفاظ کا مجموعہ صرف ایک ذات پر دلالت کرے تو وہ لفظ مفرد ہوگا اگرچہ بظاہر وہ مرکب ہو اس لئے مرکب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ لفظ کے اجزاء ہوں، اس کے معنی کے اجزاء ہوں، الفاظ ان معانی پر دلالت کریں اور یہ دلالت مقصود ہو جیسے "پتھر پھینکنے والا"، اس میں دو الفاظ ہیں۔ پتھر اور پھینکنے والا، لفظ پتھر اس ذات پتھر پر اور لفظ پھینکنے والا اس پھینکنے والے انسان کی کیفیت پر دلالت کر رہا ہے اور یہ دلالت مقصود ہے کیونکہ اگر کوئی شخص پتھر نہیں پھینک رہا ہو تو اسے پتھر پھینکنے والا نہیں کہیں گے۔ مرکب کی مذکورہ بالا چار شرائط میں سے اگر کوئی شرط نہیں پائی جائے گی تو وہ مفرد ہوگا۔ جیسے لفظ کا جزو نہ ہو مثلاً ہمزہ استہمام، لفظ کے اجزاء کے معنی نہ ہوں جیسے لفظ انسان کے اجزاء الف نون سین وغیرہ کے معنی نہیں ہیں، لفظ کے اجزاء کی ان معانی پر الگ الگ دلالت نہ ہو جیسے "عبداللہ"، کسی کا نام ہو تو اس میں دو لفظ ہیں اور دونوں با معنی ہیں۔ لیکن دونوں کی دلالت الگ الگ معانی پر نہیں ہے بلکہ صرف ایک ذات پر دلالت ہے۔ اسی لئے اگر کسی کو عبداللہ کے معنی معلوم نہ ہوں پھر بھی وہ عبداللہ نامی شخص کو عبداللہ کہہ کر پکارے گا۔ اجزاء کے معانی پر دلالت ہو لیکن دلالت مقصود نہ ہو۔ جیسے حیوان ناطق کسی کا نام رکھا جائے تو یہاں پہلی تین شرائط موجود ہیں لیکن یہ دلالت مقصود نہیں ہے۔ اسی لئے اگر کسی کو حیوان ناطق کے معنی معلوم نہ

ہوں تب بھی وہ اس حیوان ناطق نامی شخص کو حیوان ناطق کہہ کر پکارے گا۔  
لفظ مفرد جس معنی پر دلالت کرتا ہے وہ اس کا مفہوم کہلاتا ہے۔ مفہوم  
اگر عقلی اعتبار سے کثیر افراد پر صادق آسکتا ہے یعنی کسی ایک فرد کے ساتھ  
خاص نہیں ہے تو وہ مفہوم کلی کہلاتا ہے۔ کلی ہونے کے لئے فردی نہیں ہے کہ  
حقیقت میں اس کے کثیر افراد ہوں بلکہ اگر ایک بھی فرد نہ ہو تب بھی وہ کلی ہوگا۔  
جیسے ”شریک باری“ اس کا کوئی بھی فرد نہیں ہے لیکن یہ کلی ہے کیونکہ اس  
کا تعلق عقل و تصور سے ہے کہ عقل اس مفہوم میں کثرت کو جائز قرار دیتی ہے  
یا نہیں۔ اگر عقلی اعتبار سے مفہوم کثیر افراد پر صادق نہیں آسکتا تو وہ مفہوم جزئی کہلاتا  
ہے۔ جیسے زید، خالد، امیری کتاب وغیرہ۔ کلی جن افراد پر صادق آتی ہے وہ اس  
کی جزئیات کہلاتی ہیں۔

والکلی اما ذاتی وهو الذی یدخل تحت حقیقة جزئیاتہ کالحیوان  
بالنسبة الی الانسان والعرضی واما عرضی وهو الذی بخلافہ کالضاحک  
بالنسبة الی الانسان والذاتی اما مقول فی جواب ما هو بحسب الشركة  
المحصنة کالحيوان بالنسبة الی الانسان والعرضی وهو الجنس ویرسم بانہ  
کلی مقول علی کثیرین مختلفین بالحقائق فی جواب ما هو۔

ترجمہ: کلی یا تو ذاتی ہوتی ہے یہ وہ کلی ہے جو اپنی جزئیات کی حقیقت کا  
جز ہو۔ جیسے حیوان اپنی جزئیات انسان اور گھوڑے کی نسبت سے۔ اور یا کلی  
عرضی ہوتی ہے۔ یہ وہ کلی ہے جو ذاتی کے خلاف ہو جیسے ضاحک کلی اپنی جزئی  
انسان کی نسبت سے۔ کلی ذاتی (کی پھر تین قسمیں ہیں اس لئے کہ وہ) یا تو چند  
جزئیات کی حقیقتوں کے درمیان (جو) صرف شرکت کا لحاظ کر کے ماہو کے جواب  
میں بولی جائے گی جیسے لفظ حیوان (جو) انسان اور گھوڑے کی نسبت (ان کی حقیقت

کے جواب میں بولا جائے، یہ کئی جنس ہے اور اس کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ یہ ایسی کئی ہے جو ماہو کے جواب میں بہت سے مختلف الحقائق امور کے بارے میں بولی جائے۔

شرح: جن امور سے کوئی چیز مل کر بنتی ہے وہ امور اس چیز کی حقیقت و ماہیت ہوتے ہیں۔ جیسے نماز کی حقیقت قیام، فراغت رکوع، سجود اور نعدہ ہے اور جو امور حقیقت کے علاوہ ہوتے ہیں وہ عوارض کہلاتے ہیں۔ جیسے نماز کے عوارض تسبیح، دعا اور شروع وغیرہ ہیں۔

مناطقہ کے ہاں ایک اصطلاح یہ بھی جاری ہے کہ جب وہ کسی چیز کی حقیقت کے بارے میں پوچھتے ہیں تو "ماہو" سے سوال کرتے ہیں مثلاً انسان ماہو کا مطلب ہے کہ انسان کی حقیقت کیا ہے۔ اس لئے جب ایک چیز کے بارے میں ماہو سے سوال کیا جائے گا تو جواب میں اس چیز کی پوری حقیقت بیان کی جائے گی اور اگر ایک سے زیادہ چیزوں کے بارے میں سوال ہوگا تو ان چیزوں کی حقیقتوں میں جو مشترک حقیقت ہوگی وہ بیان کی جائے گی۔ مثلاً اسم کی حقیقت ہے وہ کلمہ جو اپنے معنی میں مستقل ہو اور کوئی زمانہ اس میں نہ ہو اور فعل کی حقیقت ہے وہ کلمہ جو اپنے معنی میں مستقل ہو اور تین زمانوں میں سے ایک زمانہ بھی اس کے اندر ہو۔ اب اگر سوال ہو کہ الاسم والفعل ماہما تو جواب ہوگا وہ کلمہ جو اپنے معنی میں مستقل ہو۔

ان مذکورہ بالا اصطلاحوں کو سمجھنے کے بعد اب سمجھئے کہ جو کئی اپنی جزئیات کی حقیقت کا جز ہو تو وہ کئی ذاتی ہوتی ہے۔ جیسے حیوان ایک کئی ہے اور انسان و گھوڑا اس کی جزئیات ہیں۔ انسان کی حقیقت حیوان نامق اور گھوڑے کی حقیقت حیوان ماحصل ہے۔ ان دونوں حقیقتوں میں حیران بھی حقیقت کا جز ہے۔ اس لئے

وہ کئی ذاتی ہے۔ بعض نے کئی ذاتی کی تعریف میں یہ اضافہ کیا کہ جو اپنی جزئیات کی حقیقت ہر وقت ہر وقت وہی کئی ذاتی ہے۔ جیسے انسان ایک کئی ہے۔ اس کی جزئیات زید، بکر، خالد وغیرہ ہیں۔ ہر ایک کی حقیقت حیوان ناطق ہے اور حیوان ناطق انسان کو کہتے ہیں۔ تو گویا انسان اپنی جزئیات کی پوری حقیقت ہے۔ اس لئے وہ کئی ذاتی ہے اور جو کئی اپنی جزئیات کی حقیقت کے علاوہ ہو وہ کئی عرضی ہوتی ہے جیسے ضاحک ایک کئی ہے اور اسکی جزئیات زید، عمر، بکر وغیرہ ان کی حقیقت حیوان ناطق ہے ضاحک نہیں ہے۔ اس لئے ضاحک کئی عرضی ہوا۔ کئی ذاتی کی تین قسمیں ہیں۔ جنس، نوع اور فصل۔ اس لئے کہ اگر چند چیزوں کی حقیقتوں کے بارے میں سوال کیا جائے تو جواب میں ان سب کی ایک مشترک حقیقت بیان کی جائے گی۔ یہ مشترک حقیقت ان چیزوں کے لئے جنس ہوگی۔ جیسے انسان اور گھوڑے کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب میں حیوان آیا۔ یہ حیوان انسان اور گھوڑے کے لئے جنس ہے چنانچہ اب ہم جنس کی اس طرح تعریف کر سکتے ہیں کہ جنس ایسی کئی ہے جو ماہو کے جواب میں بہت سی مختلف الحقائق چیزوں کے بارے میں بولی جائے۔

واما مقول فی جواب ماہو بحسب الشركة والخصوصیة معا  
 كالانسان بالنسبة الى زید وعمر وغیرهما وهو النوع ویرسوم بانہ کئی  
 مقول علی کثیرین مختلفین بالعدد دون الحقیقة فی جواب ماہو  
 واما غیر مقول فی جواب ماہو بل مقول فی جواب اتی شئی ہو فی ذاتہ  
 وهو الذی یمیز الشئی عما یشارکہ فی الجنس کالناطق بالنسبة الی الانسان  
 وهو افضل ویرسوم بانہ کئی یقال علی الشئی فی جواب اتی شئی ہو فی  
 ذاتہ

ترجمہ: اور کئی ذاتی یا تو ماہو کے جواب میں شرکت اور خصوصیت  
 دونوں کے لحاظ سے بولی جائے گی جیسے انسان زید عمر وغیرہ کی نسبت سے

اور یہ کلی نوع ہے اور اس کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ یہ ایک ایسی کلتی ہے جو ماہو کے جواب میں ایسے بہت سے امور کے بارے میں بولی جاتے جو عدد میں مختلف ہوں نہ کہ اپنی حقیقتوں میں۔ اور کلتی ذاتی یا تو ماہو کے جواب میں نہیں بولی جائے گی بلکہ اسی شئی ہونی ذاتہ کے جواب میں بولی جائے گی، یعنی وہ چیز اپنی ذات میں کیا ہے اور یہ وہ کلتی ہے جو کسی چیز کو ان سے ممتاز کر دیتی ہے جو اس کے ساتھ جنس میں شریک ہیں۔ جیسے ناطق انسان کی نسبت سے۔ یہ کلتی فصل ہے اور اس کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ یہ ایک ایسی کلتی ہے جو کسی چیز کے بارے میں اسی شئی ہونی ذاتہ کے جواب میں بولی جائے۔

شرح ۱۔ اگر بہت سی چیزوں کے بارے میں ماہو کے ذریعہ سوال کیا جائے اور ان سب کی حقیقتیں ایک ہوں تو جواب میں جو حقیقت بیان ہوگی وہ ان سب چیزوں میں مشترک ہوگی اور ان سب کے ساتھ مخصوص بھی ہوگی۔ یعنی ہر ایک کی کامل حقیقت بیان ہوگی۔ یہ کامل حقیقت ان تمام چیزوں کی نوع کہلاتی ہے۔ مثلاً زید، عمر، بکر، خالد وغیرہ کی حقیقت کے بارے میں سوال ہوا۔ ان سب کی حقیقتوں پر غور کیا گیا۔ تو سب کی حقیقت حیوان ناطق سامنے آئی اور حیوان ناطق انسان کو کہتے ہیں۔ اس لئے لفظ انسان ان سب کے لئے نوع ہوا۔ یہ کلتی ذاتی کی دوسری قسم ہوئی اور اس کی یہ تعریف ہے کہ وہ کلتی جو ماہو کے جواب میں ایسے بہت سے امور کے بارے میں بولی جائے جو عدد یعنی شمار میں مختلف ہیں لیکن حقیقت میں متفق ہیں۔ جنس کی تعریف میں غور کرنے سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ اس میں بہت سی مختلف الحقیقت چیزیں جمع ہوتی ہیں۔ اگر ہم ان میں سے کسی ایک چیز کو جدا و ممتاز



کرنا چاہیں تو اس چیز میں کوئی خصوصیت ہونی چاہیے۔ جو صرف اس میں ہو دوسری چیز میں نہ ہو۔ غور کرنے سے جو خصوصیت حاصل ہوگی اس کے ذریعے ہم اس چیز کو اس کی جنس کے دوسرے شرکاء سے جدا کر لیں گے۔ یہ خصوصیت فصل کہلاتی ہے۔ مثلاً حیوان ایک جنس ہے اور اس میں انسان، گھوڑا، گدھا وغیرہ سب شامل ہیں۔ اور سب کے سب حیوان ہیں۔ انسان پر ہم نے غور کیا تو اس میں ایک صفت پائی جو اس کے دوسرے شرکاء میں نہیں تھی یعنی ناطق ہونا۔ اس صفت کی وجہ سے ہم نے انسان کو دوسرے شرکاء سے ممتاز کر لیا اور کہا کہ انسان صرف حیوان ہی نہیں بلکہ وہ ناطق بھی ہے۔ گویا فصل کے ذریعے ہم کسی چیز کی ذاتی خصوصیت کو بیان کرتے ہیں۔ اس لئے اب فصل کی تعریف یہ ہوتی کہ اگر اس طرح سوال ہو کہ وہ چیز انہی ذات کے اعتبار سے کیا ہے تو جواب میں جو کلی واقع ہوگی وہ فصل کہلائے گی۔

واما العرضی فهو ما ان یتمتع انفکاکہ عن الماہیة وهو  
 العرض اللذیم اولایمتنع وهو العرض المفارق وکل واحد منهما  
 إما یختص بحقیقة واحدة وهو الخاصة كالضاحك بالقوة او بالفعل  
 للانسان ویرسم بانها کلیة یقال علی ماتحت حقیقة واحدة فقط  
 قولاً عرضیاً واما ان یمحقاق فرق واحدة وهو العرض العام  
 کالمستفص بالقوة او بالفعل للانسان وغیره من الحيوانات  
 ویرسم بانہ کلی یقال علی ماتحت حقائق مختلفة قولاً عرضیاً

ترجمہ: کلی عرضی یا تو ایسی ہوگی کہ اسے حقیقت سے جدا کرنا ناممکن ہوگا  
 اور یہ عرض لازم ہے یا جدا کرنا ناممکن ہوگا اور یہ عرض مفارق ہے اور ان  
 دونوں میں سے ہر ایک یا ایک حقیقت (والے افراد) کے ساتھ مخصوص ہوگی

اور یہ کئی خاصہ ہے۔ جیسے انسان کے لئے ہنسنے کی صلاحیت رکھنا یا ہنسا۔ اور اس کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ ایسی کئی عرضی جو ایسے افراد کے بارے میں بولی جائے جن کی حقیقت ایک ہے اور یا کئی عرضی ایسے افراد پر عام ہوگی جن کی حقیقتیں ایک سے زیادہ ہیں اور یہ عرض عام ہے۔ جیسے انسان اور دوسرے جانداروں کے لئے سانس لینے کی صلاحیت یا سانس لینا اور اس کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ ایسی کئی عرضی جو ایسے افراد کے بارے میں بولی جائے جن کی حقیقتیں مختلف ہیں۔

شرح ۱: ہمیں معلوم ہے کہ کئی عرضی اپنی جزئیات کی حقیقت میں داخل نہیں

ہوتی ہے اور جزئی اس کئی کے ساتھ متصف ہوتی ہے۔ جیسے ہنسا انسان کی صفت ہے لیکن انسان کی حقیقت میں داخل نہیں ہے۔ اس کئی کی پھر دو قسمیں ہیں۔ (۱) کئی عرضی ایسی ہو کہ اپنی جزئیات کے ساتھ اس سے جدا ہونا ممکن نہ ہو۔ جیسے انسان کے لئے ہنسا، انسان کے لئے علم و فن، شیر کے لئے بہادری، جانداروں کے لئے چلنے کی صفت وغیرہ۔ یہ کئی عرض لازم کہلاتی ہے (۲) کئی عرضی ایسی ہو جو اپنی جزئیات سے جدا ہو سکتی ہو جیسے خوشی و غمی یا غصہ و شرم کے وقت چہرہ کے رنگ کا بدلنا وغیرہ۔ اسے عرض مفارق کہتے ہیں اس کی مزید دو قسمیں ہیں۔ دائمی و عارضی۔ عرض لازم اور عرض مفارق ان دونوں میں سے ہر ایک اگر ایک حقیقت کے ازاں کے ساتھ منصوص ہو تو اسے خاصہ کہتے ہیں۔ جیسے انسان کے لئے ہنسنے کی صلاحیت یعنی انسان کے تمام افراد میں ہنسنے کی صلاحیت ہے اور یہ ان کے ساتھ لازم ہے نیز انسان کے تمام افراد کی حقیقت ایک ہے۔ یہ مثال خاصہ لازم شاملہ کی تھی۔ ہنسنے والا انسان یعنی جو انسان ہنس رہے ہیں وہ اس مثال میں شامل ہیں اور جو ہنس نہیں رہے وہ اس میں شامل نہیں ہیں یہ مثال خاصہ لازم غیر شاملہ کی ہے۔ شرم کے وقت

انسان کے چہرے کے رنگ بدلنے کی صلاحیت۔ یعنی جب انسان کو شرم آتی ہے تو اس کے چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے۔ اور تھوڑی دیر بعد یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے اور یہ صلاحیت تمام انسانوں میں ہے۔ یہ مثال خاصہ عرض مفارق شاملہ کی ہے۔ شرمندہ انسان کے چہرے کا رنگ بدلنا۔ یہ مثال خاصہ عرض مفارق غیر شاملہ کی ہے۔ اگر عرض لازم و عرض مفارق ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص نہ ہو تو اسے عرض عام کہتے ہیں۔ جیسے انسان اور جانوروں میں سانس لینے کی صلاحیت یا چلنے کی صلاحیت، انسان اور جانوروں کی حقیقت جدا جدا ہے۔ لیکن ان سب میں سانس لینے اور چلنے کی صلاحیت مشترک ہے یہ مثال عرض عام لازم شاملہ کی ہے۔ سانس لینے اور چلنے والے جاندار۔ یہ مثال عرض عام لازم غیر شاملہ کی ہے۔ ان جانداروں کو شامل نہیں ہے جو چل نہیں رہے یا سانس نہیں لے رہے ہیں۔ غصہ کے وقت انسان اور جانوروں میں کیفیات کے بدلنے کی صلاحیت۔ یعنی تمام جانداروں میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ جب انہیں غصہ آتا ہے تو ان کے چہرے کے رنگ، آواز اور جسم کی حرکات میں کچھ تبدیلی آ جاتی ہے اور جب غصہ ختم ہو جاتا ہے تو یہ کیفیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ تمام جانداروں کی حقیقت جدا جدا ہے اس لیے یہ مثال عرض عام مفارق شاملہ کی ہے غصہ سے بھرے ہوئے جاندار کی کیفیت میں تبدیلی یہ مثال عرض عام مفارق غیر شاملہ کی ہے۔ مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ کئی عرضی کی یہ قسمیں ہیں لبر لازم ۲ عرض مفارق ان دونوں کی پھر یہ قسمیں ہیں۔ ۱۔ لازم خاصہ شاملہ ۲۔ لازم خاصہ غیر شاملہ ۳۔ عرض مفارق خاصہ شاملہ ۴۔ عرض مفارق خاصہ غیر شاملہ ۵۔ لازم عرض عام شاملہ ۶۔ لازم عرض عام غیر شاملہ ۷۔ عرض مفارق عرض عام شاملہ ۸۔ عرض مفارق عرض عام غیر شاملہ۔

القول الشارح الحد قول دال على ماهية الشيء وهو الذي يتركب عن جنس الشيء وفصله القريبين كالحيوان الناطق بالنسبة الى الانسان وهو الحد التام والحد الناقص وهو الذي يتركب من جنس البعيد وفصله القريب كالجسم الناطق بالنسبة الى الانسان والرسم التام وهو الذي يتركب من الجنس القريب للشيء وخاصة اللازم كالحيوان الضاحك في تعريف الانسان والرسم الناقص ما يتركب عن عرضيات تختص بجلتها بحقيقة واحدة كقولنا في تعريف الانسان انه ماش على قدميه عريض الازفطار بادى البشرية المستقيم القائمة ضاحك بالطبع۔

ترجمہ:۔ قول شارح کا بیان۔ حد قول ہے جو کسی چیز کی حقیقت پر دلالت کرے۔ یہ کسی چیز کی جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہوتا ہے جیسے انسان کی تعریف میں حیوان ناطق اور یہی حد تام ہے۔ حد ناقص کسی چیز کی جنس بعید اور فصل قریب سے مرکب ہوتی ہے جیسے ناطق انسان کی تعریف میں۔ رسم تام کسی چیز کی جنس قریب اور اس کے خاصہ لازم سے مرکب ہوتی ہے جیسے حیوان ضاحک انسان کی تعریف میں اور رسم ناقص کسی چیز کے ایسے عوارض سے مرکب ہوتی ہے کہ جن کا مجموعہ ایک حقیقت کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ جیسے انسان کی تعریف میں ہمارا یہ قول کہ وہ اپنے قدموں پر چلنے والا، چوڑے ناخنوں والا ظاہر کھال والا، سیدھی قامت والا اور طبعی اعتبار سے ضاحک ہے۔

شرح:۔ منطق کا موضوع معرف اور محنت میں۔ معرف وہ تصورات کہلاتے ہیں جن کے ذریعہ نامعلوم تصور حاصل ہوتا ہے۔ معرف کو قول شارح بھی کہتے ہیں۔ مصنف نے تصورات کی بحث کے اختتام پر اسی کو بیان کیا ہے اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے جنس قریب و بعید اور فصل قریب و بعید

کی اصطلاح سمجھنا ضروری ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ جنس کے تحت مختلف حقیقتیں ہوتی ہیں۔ اگر ہم ان میں سے کوئی ایک حقیقت متعین کر لیں اور دوسری حقیقتوں میں سے ایک ایک حقیقت کو اس متعین حقیقت کے ساتھ ملا کر سوال کریں کہ یہ دونوں کیا ہیں۔ اور ہر ایک سوال کے جواب میں ایک ہی جنس واقع ہو تو وہ جنس اس متعین حقیقت کے لئے جنس قریب ہوگی۔ اور اگر ایک ہی جنس واقع نہ ہو بلکہ دوسری جنس بھی واقع ہوتی ہو تو وہ جنس بعید ہوگی۔ مثلاً حیوان ایک جنس ہے اور اس کے تحت مختلف حقیقتیں انسان، گھوڑا، گائے، بیل وغیرہ ہیں۔ ان میں سے ہم نے انسان کو متعین کیا اور اسے گھوڑے کے ساتھ ملا کر یہ سوال کیا کہ انسان و الفرس ماہما تو جواب آیا حیوان، مچھر گائے اور بیل وغیرہ کے ساتھ بھی یہی عمل کیا۔ اور ہر دفعہ جواب میں حیوان آیا۔ تو حیوان انسان کے لئے جنس قریب ہو گیا۔ اسی طرح جسم نامی ربطے والا جسم ایک جنس ہے۔ اس کے تحت انسان، گھوڑا، گائے، درخت وغیرہ مختلف حقیقتیں ہیں۔ انسان اور گھوڑے کے بارے میں سوال کیا تو جواب میں حیوان آیا جسم نامی نہیں آیا، انسان اور درخت کے بارے میں سوال کیا۔ تو جواب میں جسم نامی آیا۔ ایک ہی جنس ہر سوال کے جواب میں واقع نہیں ہوتی تو جسم نامی انسان کے لئے جنس بعید ہوا۔ جنس قریب و بعید کی پہچان کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ بعض جنس ایسی ہوتی ہیں کہ ان کے اوپر بھی جنس ہوتی ہے۔ مثلاً حیوان ایک جنس ہے اور اس کے اوپر جسم نامی جنس ہے۔ حیوان اس کے تحت ہے۔ جسم مطلق جسم نامی کے اوپر جنس ہے اور جو ہر سب سے اوپر جنس ہے اب اگر کسی حقیقت کی جنس سے اوپر بھی کوئی جنس ہو تو پہلی جنس اس کے لئے قریب اور دوسری اوپر والی جنس اس کے لئے بعید ہے اور اگر اس کے اوپر

بھی کوئی جنس ہے تو وہ جنس اس حقیقت کے لئے جنس ابعدا ہے مثلاً انسان کے لئے جنس قریب حیوان، جنس بعید جسم نامی، جنس ابعدا جسم مطلق اور جنس ابعدا الابعدا جو ہر ہے۔

جنس قریب و جنس بعید سمجھنے کے بعد فصل قریب و بعید کا سمجھنا بھی آسان ہے۔ جو فصل کسی حقیقت کو اس کی جنس قریب کے شرکاء سے ممتاز کرتی ہے تو وہ فصل بعید ہے۔ مثلاً ناطق انسان کو حیوان کے شرکاء سے ممتاز کرتا ہے اور حیوان انسان کے لئے جنس قریب ہے۔ پس ناطق فصل قریب ہوا اور حاس انسان کو جسم نامی کے شرکاء سے ممتاز کرتا ہے۔ اور جسم نامی انسان کے لئے جنس بعید ہے۔ اس لئے حاس انسان کے لئے فصل بعید ہوا۔

جب کسی چیز کی تعریف کی جاتی ہے۔ تو وہ دو طریقوں سے ہوتی ہے یا تو اس کی حقیقت بیان کی جاتی ہے یا اس کی علامات و آثار بیان کی جاتی ہیں۔ اگر کسی چیز کی تعریف میں اس کی حقیقت بیان کی جائے تو مناطقا اس کو حد کہتے ہیں۔ اور اگر علامات بیان کی جائیں تو اسے رسم کہتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ فصل کسی چیز کی حقیقت کو بیان کرتی ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ ذاتی ہے اور خاصہ کسی چیز کے آثار کو بیان کرتا ہے کیونکہ یہ کلمہ عرضی ہے اس لئے اگر کسی چیز کی تعریف فصل سے کی جائے تو وہ حد کہلائے گی۔ اور اگر خاصہ لازم سے کی جائے تو وہ رسم کہلائے گی اگر اس کے ساتھ جنس قریب کو ملا دیں تو وہ تام ہو جائے گی۔ اور اگر جنس بعید کو ملایا یا جنس کو ملایا ہی نہیں تو وہ ناقص ہوگی یعنی اگر جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہو تو وہ حد تام، اگر جنس بعید و فصل قریب ہو یا صرف فصل قریب ہو تو وہ حد ناقص، اگر خاصہ اور جنس قریب سے مرکب ہو تو وہ رسم تام، اور اگر خاصہ اور جنس بعید سے ہو یا

صرف خاصہ سے ہو تو وہ رسم ناقص ہے۔

القضايا القضية هي قول يصح ان يقال لقائله انه صادق فيه او كاذب وهي اما محلية كقولنا زيد كاتب واما شرطية متصلة كقولنا ان كانت الشمس طالعة فالنهار موجود واما شرطية منفصلة كقولنا العدد امان ان يكون زوجا او فردا فالجزء الاول من العملية يسمى موضوعا والثاني محمولا والجزء الاول من الشرطية يسمى مقدا والثاني تاليا

ترجمہ: قضایا کی بحث۔ قضیہ وہ قول ہے جس کے کہنے والے کو اس میں سچا یا جھوٹا کہہ سکیں۔ (اس کی متعدد قسمیں ہیں۔ جو یہ ہیں کہ اوہ یا تو حلیہ ہوگا جیسے ہمارا قول ”زید کا تب ہے“ اور یا شرطیہ متصل ہوگا۔ جیسے ہمارا قول ”اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا“ اور یا شرطیہ منفصل ہوگا جیسے ہمارا قول ”عددیہ تو حجت ہوگا یا طاق“۔ قضیہ حلیہ کے پہلے جزء کا نام موضوع اور دوسرے جزء کا نام محمول رکھا جاتا ہے۔ اور قضیہ شرطیہ کے پہلے جزء کا نام مقدم اور دوسرے کا نام تالی رکھا جاتا ہے۔

شرح: قضیہ کو تصدیق اور خبر بھی کہتے ہیں۔ جب کسی کلام کے بارے میں یہ احتمال ہو کہ اس کے کہنے والا سچا ہے یا جھوٹا یا یہ کلام سچ ہے یا جھوٹ تو ایسے کلام کو قضیہ اور خبر کہتے ہیں۔ اگر کسی دوسری وجہ سے اس کے صرف سچا ہونے یا صرف جھوٹا ہونے کا علم ہو جائے تب بھی وہ قضیہ رہے گا۔ جیسے زمین اوپر ہے۔ آسمان اوپر ہے۔ ان دونوں قضیوں میں سے پہلا قضیہ جھوٹا ہے اور دوسرا قضیہ سچا ہے۔ لیکن یہ علم دوسری وجہ سے ہوا ہے کہ انسان اس کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ اگر کسی ایسے فرد کو خبر دی جائے جس نے آسمان او

وزمین کا مشاہدہ نہیں کیا تو وہ اس کلام کو سچا یا جھوٹا سمجھے گا۔ اس لیے یہ کلام کہ  
 "اللہ ایک ہے،" بالکل سچا کلام ہے۔ لیکن اس کا سچا ہونا خارجی دلائل کی وجہ  
 سے ہوا ہے۔ جس شخص نے ان دلائل پر غور نہیں کیا تو اس نے اس کلام کو جھوٹا  
 سمجھا۔

کسی قضیہ میں اگر ایک چیز کو دوسری چیز کیلئے ثابت کیا جائے یا ایک  
 چیز سے دوسری چیز کی نفی کی جائے تو وہ قضیہ حتمیہ ہے۔ جیسے "زید کا تبت ہے"  
 اس میں کاتب کو زید کے لئے ثابت کیا گیا ہے یا "زید شاعر نہیں ہے" اس  
 میں شاعر ہونے کی زید سے نفی کی گئی ہے۔ اس قضیہ کے پہلے جزء کو موضوع  
 اور دوسرے جزء کو محمول کہتے ہیں۔ مذکورہ مثال میں زید موضوع اور کاتب  
 و شاعر محمول ہیں۔ اگر کسی قضیہ میں ایک چیز کے ثبوت یا نفی کی وجہ سے دوسری  
 چیز کے ثبوت یا نفی کا حکم لگایا جائے تو وہ قضیہ شرطیہ متصل کہلاتا ہے جیسے  
 اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا، یا اگر سورج طلوع نہیں ہوگا تو رات  
 موجود ہوگی، یا اگر سورج طلوع ہوگا تو رات موجود نہیں ہوگی یا اگر سورج طلوع  
 نہیں ہوگا تو دن موجود نہیں ہوگا۔ ان تمام قضیوں میں ایک چیز کی وجہ سے دوسری  
 چیز پر حکم لگایا گیا ہے۔ یعنی دونوں چیزوں میں اتصال کو بیان کیا ہے کہ اگر پہلی  
 چیز ہوگی تو دوسری چیز بھی ہوگی۔ اس قضیہ کے پہلے جزء کو مقدم اور دوسرے  
 جزء کو تالی کہتے ہیں۔ مذکورہ مثال میں "اگر سورج طلوع ہوگا" مقدم ہے اور "دن موجود ہوگا" تالی ہے۔ اگر  
 دو چیزوں کے درمیان جدائی و نفی کا حکم لگایا جائے تو وہ شرطیہ منفصلہ ہے، جیسے  
 عدد یا توطاق ہوگا یا جفت، دن موجود ہوگا یا رات، سورج طلوع ہوگا یا رات  
 موجود ہوگی وغیرہ۔ ان قضایا میں دو چیزوں کے درمیان جدائی کا حکم لگایا گیا ہے  
 یعنی ان دونوں میں منافات ہے۔ دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ اس قضیہ کے



پہلے جزء کو بھی مقدم اور دوسرے جزء کو بھی تالی کہتے ہیں۔

والقضية اما موجبة كقولنا زيد كاتب واما سالبة كقولنا  
زيد ليس بكاتب وكل واحد منهما اما مخصوصة كما ذكرنا واما  
كلية مسورة كقولنا كل انسان كاتب ولا شئ من الانسان بكاتب واما  
جزئية مسورة كقولنا بعض الانسان كاتب اما مهملة كقولنا الانسان  
كاتب والمتصلة اما لزومية كقولنا ان كانت الشمس طالعة فالنهار  
موجود واما التافية كقولنا ان كان الانسان ناطقا فالخمار ناهق

ترجمہ :- قضیہ یا تو موجبہ ہوگا۔ جیسے ہمارا قول ”زید کاتب ہے“ اور  
یا سالبہ ہوگا جیسے ہمارا قول ”زید کاتب نہیں ہے“ ان دونوں میں سے ہر  
ایک یا تو مخصوصہ ہوگا۔ جیسا کہ ہمارا ذکر کر وہ قضیہ یا کلیہ مخصوصہ ہوگا۔ جیسے ہمارا  
قول ”ہر انسان کاتب ہے“ اور کوئی انسان کاتب نہیں ہے“ اور یا جزئیہ  
مخصوصہ ہوگا۔ جیسے ہمارا قول ”بعض انسان کاتب میں“ اور یا مہملہ ہوگا  
جیسے ہمارا قول ”انسان کاتب ہے“ قضیہ متصلہ یا تو لزومیہ ہوگا جیسے ہمارا قول  
”اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا“ اور یا تافیہ ہوگا۔ جیسے ہمارا قول  
”اگر انسان ناطق ہے تو گدھانا مہق ہے“

شرح :- اگر کسی قضیہ میں نسبت کے ثبوت کا حکم ہو تو وہ قضیہ موجبہ  
کہلاتا ہے۔ جیسے زید کاتب ہے، اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا،  
عدو یا تو طاق ہوگا یا حجت۔ اگر نسبت کی نفی کا حکم ہو تو وہ قضیہ سالبہ کہلاتا  
ہے۔ جیسے زید کاتب نہیں ہے، یہ بات نہیں ہے کہ اگر سورج طلوع ہوگا  
تو دن موجود ہوگا، یہ بات نہیں ہے کہ عدو یا تو طاق ہوگا یا حجت، واضح  
رہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی قضیہ میں اگر حرف سلب آگیا تو وہ سالبہ

ہو جائے گا بلکہ سالہ اسی وقت ہوگا جب اس قضیہ کی نسبت کی نفی کی جائے۔  
 قضیہ حملیہ میں حل کی نسبت کی نفی ہوگی، متصلہ میں اتصال کی اور منفصلہ میں  
 انفصال کی نسبت کی نفی ہوگی۔ جیسے مذکورہ بالا مثالیں ہیں۔ صرف حرف سلب  
 آنے سے قضیہ سالہ نہیں بنے گا۔ جیسے غیر انسان غیر عالم ہے، اگر سورج  
 طلوع نہیں ہے تو رات موجود ہے عدد یا تو غیر طاق ہوگا یا غیر جفت، ان قضایا  
 میں حرف سلب ”غیر“ نہیں،، میں لیکن پھر بھی یہ قضایا موجبہ ہیں۔ کیونکہ نسبت  
 کا ثبوت ہے۔

قضیہ حملیہ کی متعدد اقسام ہیں۔ اگر اس کا موضوع شخص معین ہو تو وہ  
 قضیہ مخصوصہ و شخصیہ کہلاتا ہے۔ جیسے زید شاعر ہے، زید کاتب نہیں ہے۔ اگر  
 حکم موضوع کے مفہوم پر ہو تو وہ قضیہ طبعیہ کہلاتا ہے۔ جیسے انسان ایک کلتی  
 ہے، حیوان جزئی نہیں ہے۔ زید ایک جزئی ہے۔ اگر موضوع کلتی ہو اور حکم  
 اس کے افراد پر ہو اور یہ بھی بیان کیا جائے کہ حکم بعض افراد پر ہے یا کل پر  
 تو اسے قضیہ محصورہ کہتے ہیں۔ اسے مسورہ بھی کہتے ہیں۔ سور کے معنی ہیں  
 فصیل۔ جس طرح شہر کی فصیل شہر پر محیط ہوتی ہے، اسی طرح اس قضیہ میں  
 بعض الفاظ اس کے افراد پر محیط ہوتے ہیں ان الفاظ کو بھی سور کہتے ہیں  
 اس لکچار قسمیں ہیں۔ موجبہ کلتیہ مثلاً ہر انسان ناطق ہے۔ سالہ کلتیہ مثلاً  
 کوئی انسان پتھر نہیں ہے موجبہ جزئیہ مثلاً بعض حیوان انسان ہیں۔ اور سالہ  
 جزئیہ مثلاً بعض حیوان انسان نہیں ہیں۔ ان قضایا میں لفظ ”ہر“ کوئی، ”اور“  
 ”بعض“ سور ہیں۔ اگر قضیہ میں افراد کی تعیین کو بیان نہ کیا جائے تو وہ قضیہ  
 مہملہ کہلاتا ہے۔ جیسے ”انسان کاتب ہے“ اس میں معلوم نہیں کہ یہ حکم کل  
 افراد پر ہے یا بعض افراد پر۔ قضیہ مہملہ، قضیہ جزئیہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

کیونکہ جب حکم ثابت کیا ہے تو اس کے ایک فرد پر تو حکم ضرور بالضرور ثابت ہوگا ورنہ قضیہ کاذب ہوگا۔

قضیہ شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں۔ لزومیر اور اتفاتیہ، اگر دو چیزوں کے درمیان اتصال ذاتی ہو اور لازمی طور پر ایک چیز پر حکم لگنے کے ساتھ دوسری چیز پر بھی حکم لگے جیسے طلوع شمس اور وجود نہار، غروب شمس اور وجود لیل وغیرہ تو یہ قضیہ متصلہ لزومیہ ہوگا اور اگر اتصال ذاتی نہ ہو بلکہ اتفاقاً اتصال ہو گیا ہو تو وہ قضیہ متصلہ اتفاتیہ ہے۔ جیسے انسان کا ناطق ہونا اور گدھے کا ناطق ہونا۔ اب یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر انسان کو ناطق مانے تو گدھے کو ضرور بالضرور ناطق تسلیم کریں۔

والمنفصلة اما حقیقیة كقولنا العدد ا ما زوج او فرد وهو مانعة الجمع والمخلو معاً واما مانعة الجمع فقط كقولنا ا ما ان يكون هذا الشيء حجراً او شجراً واما مانعة المخلو فقط كقولنا ا ما ان يكون زيد في البحر واما ان لا يغرق وقد يكون المنفصلات ذات اجزاء كقولنا هذا العدد ا ما لاند او ناقص او مساو۔

ترجمہ: قضیہ منفصلہ یا تو حقیقیہ ہوگا جیسے ہمارا قول کہ ”عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت“ اور یہ مانعۃ الجمع اور مانعۃ المخلو دونوں ہے۔ اور یا من مانعۃ الجمع ہوگا جیسے ہمارا قول ”یہ چیز درخت ہوگی یا پتھر“ اور یا صرف مانعۃ المخلو ہوگا۔ جیسے ہمارا قول کہ ”یا تو زید سمندر میں ہوگا اور یا غرق نہیں ہوگا“ کیسبھی قضیہ منفصلہ کے کئی حصے ہوتے ہیں۔ جیسے ہمارا قول کہ ”یہ عدد یا لاند ہوگا یا ناقص یا مساوی۔“

شرح :- قضیہ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں۔ حقیقیہ، مانعۃ الجمع اور مانعۃ

الخلو۔ اگر دو چیزوں کے درمیان ایسی جدائی ہے کہ وہ دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتی اور نہ ہی دونوں کسی جگہ سے خالی ہو سکتی ہیں۔ جیسے عدد کا طاق یا جفت ہونا۔ ایک عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ طاق بھی ہو اور جفت بھی اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ طاق و جفت دونوں نہ ہو یا جیسے دن رات، خیر و شر، جنت و دوزخ وغیرہ۔ اس قسم کے قضیہ کو تھقیقہ کہتے ہیں۔ یعنی اس میں حقیقت میں انفصال ہے۔ اگر دو چیزوں کے درمیان جدائی ایسی ہو کہ وہ دونوں جمع نہیں ہو سکتیں۔ یعنی کسی کے لئے دونوں ثابت نہیں ہو سکتیں۔ لیکن کسی سے دونوں کی نفی کرنا صحیح ہو جیسے درخت ہونا اور پتھر ہونا۔ اب ایک چیز اگر درخت ہے تو پتھر نہیں ہو سکتی لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ وہ درخت بھی نہ ہو اور پتھر بھی نہ ہو یا جیسے واجب اور حرام یا جیسے ام و فعل یا ماضی و مستقبل وغیرہ چونکہ اس قضیہ میں صرف دونوں صفات کا جمع ہونا منع ہے۔ اس لئے اسے مانعہ الجمع کہتے ہیں۔ اور اگر دو چیزوں یا صفات میں ایسی جدائی ہو کہ کسی چیز سے دونوں کی نفی کرنا صحیح نہ ہو ہاں وہ دونوں صفات کسی میں جمع ہو سکتی ہوں جیسے غیر شجر و غیر حجر۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی چیز غیر شجر و غیر حجر دونوں نہ ہوں۔ کیونکہ اس کا انجام تو یہی ہوگا کہ وہ شجر اور حجر دونوں ہوں، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز غیر شجر و غیر حجر دونوں ہوں مثلاً کتاب یہ غیر شجر بھی ہے اور غیر حجر بھی ہے۔ چونکہ اس قضیہ میں دونوں صفات کی نفی کرنا منع ہے۔ اس لئے اسے مانعہ الخلو کہتے ہیں۔ دوسری مثال یہ کہ زید کا سمندر میں ہونا اور غرق نہ ہونا۔ اب ان دونوں صفات کی نفی کرنا صحیح نہیں ہے۔ یعنی یہ صحیح نہیں ہے کہ زید سمندر میں نہ ہو اور غرق ہو جائے کیونکہ غرق ہونا سمندر میں

ہوتا ہے۔ سمندر سے مراد پانی ہے، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ دونوں صفات جمع ہو جائیں کہ زید سمندر میں ہو اور غرق نہ ہو یعنی کشتی میں ہو یا تیر رہا ہو یا جیسے فرض کھایہ یعنی ساری اُمت میں سے کوئی بھی ادا نہ کرے تو ساری اُمت گنہگار اور سب ادا کریں تو یہ جائز ہے یا جیسے انسانوں میں عبیدت اور نبوت یعنی تمام انسانوں میں کوئی بھی عبید نہ ہو اور نبی نہ ہو، یہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ عبید بھی ہو اور نبی بھی ہو جیسے انبیاء جو نبی بھی ہیں اور عبید بھی ہیں

قضیہ منفصلہ میں چیزوں و صفات کے درمیان جدائی کو بیان کیا جاتا ہے ضروری نہیں ہے کہ یہ جدائی صرف دو چیزوں کے درمیان بیان کی جائے بلکہ دو سے زیادہ چیزوں کے درمیان جدائی بیان ہو سکتی ہے۔ جیسے کلمہ یا تو اسم ہوگا یا فعل ہوگا یا حرف ہوگا۔ زمانہ ماضی ہوگا یا حال ہوگا یا مستقبل ہوگا۔ قضیہ حمیلہ یا تو شخصیت ہوگا یا طبعیہ ہوگا یا محصورہ ہوگا یا مہملہ ہوگا، عدد یا تو زائد ہوگا یا ناقص ہوگا یا مساوی ہوگا وغیرہ۔ عدد کو تقسیم کرنے والے اعداد کا مجموعہ اگر عدد سے کم ہو تو عدد زائد کہلاتا ہے اگر برابر ہو تو مساوی کہلاتا ہے اور اگر زائد ہو تو ناقص کہلاتا ہے۔ مثلاً چھ ایک عدد ہے۔ اس کو تقسیم کرنے والے اعداد ایک، دو اور تین ہیں۔ ان کا مجموعہ چھ ہے جو چھ کے برابر ہے اس لئے عدد چھ مساوی ہے۔ آٹھ کو تقسیم کرنے والے اعداد ایک دو اور چار ہیں ان کا مجموعہ سات ہے اس لئے عدد آٹھ زائد ہے۔ عدد بارہ کو تقسیم کرنے والے اعداد ایک، دو، تین چار اور چھ ہیں ان کا مجموعہ پندرہ ہے اس لئے عدد بارہ ناقص ہے / بعض حضرات نے زائد و ناقص کی تعریف اس کے برعکس کی ہے تو ان کے نزدیک عدد بارہ زائد اور عدد آٹھ ناقص ہے۔

واضح رہے کہ جب کسی چیز کی قسمیں بیان کی جاتی ہیں تو وہ حقیقت میں

شرطیہ منفصلہ ہوتا ہے۔ مثلاً اسم کی دو قسمیں ہیں معرب و مبني۔ شرطیہ منفصلہ میں اسے اس طرح بیان کریں گے کہ اسم یا معرب ہو گا یا مبني۔

التناقض وهو اختلاف القضيتين بالاجاب والسلب بحيث يقتضى لذاته ان يكون احدهما صادقة والاخرى كاذبة كقولنا زيد كاتب وزيد ليس بكاتب ولا يتحقق ذلك الاختلاف في المخصوصتين الابد -  
اتفقهما في الموضوع والمحمول والزمان والمكان والاضافة والقوة والفعل والجزء والكل والشرط -

ترجمہ:- تناقض یہ ہے کہ دو قضیوں موجبہ و سالبہ میں اس طرح اختلاف ہو کہ ہر ایک کا ذاتی طور پر یہ تقاضا ہو کہ ان میں سے ایک سچا ہو اور دوسرا جھوٹا۔ جیسے ہمارا یہ قول ہے کہ زید کاتب ہے اور زید کاتب نہیں ہے۔ یہ اختلاف دو قضیہ مخصوصہ میں اس وقت تک ثابت نہیں ہو گا۔ جب تک وہ دونوں متفق نہ ہوں موضوع، محمول، زمانہ، مکان، اضافت، قوت و فعل، جزو و کل اور شرط میں۔

شرح :- اگر دو قضیے ایسے ہوں کہ ایک موجبہ اور دوسرا سالبہ اور یہ بھی ہو کہ اگر ان میں سے ایک کو سچا مانیں تو دوسرے کو جھوٹا تسلیم کرنا پڑے یعنی دونوں سچے نہیں ہو سکتے ہوں۔ قضیوں کے آپس کے اختلاف کو تناقض کہتے ہیں اور ہر قضیہ دوسرے کی متفیض کہلاتا ہے۔ جیسے زید شاعر ہے اور زید شاعر نہیں ہے۔ ان دونوں میں سے ضرور ایک سچا ہو گا اور دوسرا جھوٹا ہو گا۔ دو قضیہ مخصوصہ میں اسی وقت تناقض ثابت ہو سکتا ہے جب کہ وہ دونوں آٹھ چیزوں میں متحد ہوں۔ وہ آٹھ چیزیں یہ ہیں۔ موضوع، محمول، زمانہ، مکان، نسبت، جزو و کل، قوت و فعل اور شرط۔ اگر ان میں سے کسی ایک میں اتحاد

نہیں ہوگا تو تناقض نہیں ہوگا اور دونوں قضیے صادق ہو سکتے ہیں مثلاً زید میں شعر کہنے کی صلاحیت ہے اور زید فی الحال شاعر نہیں ہے۔ ان دونوں قضیوں میں بظاہر تناقض ہے کہ پہلے قضیہ میں زید کے لئے شاعر ہونا بیان کیا ہے اور دوسرے قضیہ میں نفی کی ہے۔ لیکن یہاں قوت و فعل میں اتحاد نہیں ہے اس لئے تناقض نہیں ہے کیونکہ پہلے قضیہ میں زید کے لئے شاعر ہونے کی صلاحیت کو بیان کیا گیا ہے اور دوسرے قضیہ میں اس کے فی الحال شاعر ہونے کی نفی کی گئی ہے اور ان دونوں میں کوئی منافات نہیں ہے یا جیسے زید عمر کا بیٹا ہے۔ زید بچر کا بیٹا نہیں ہے۔ اس میں تناقض نہیں ہے۔ کیونکہ اضافت یعنی نسبت میں اتحاد نہیں ہے۔ پہلے قضیہ میں عمر کی طرف نسبت ہے اور دوسرے قضیہ میں بچر کی طرف نسبت ہے۔ قوت سے مراد لیاقت، استعداد و صلاحیت اور فعل سے مراد فی الحال ہونا۔

فنتقیض الموجبة الكلية انما هي السالبة الجزئية كقولنا كل  
 انسان حيوان وبعض الانسان ليس بحيوان وفتقيض السالبة الكلية  
 انما هي الموجبة الجزئية كقولنا لا شئ من الانسان بحيوان وبعض  
 الانسان حيوان ولا لمحورتان لا يتحقق التناقض بينهما الا بعد  
 اختلافهما في الكلية والجزئية لأن الكليتين قد تكذبان كقولنا كل  
 انسان كاتب ولا شئ من الانسان بكاتب والجزئيتين قد تصدقان كقولنا  
 بعض الانسان كاتب وبعض الانسان ليس بكاتب

ترجمہ: پس موجبہ کلیہ کی تقيض صرف سالبہ جزئیه ہے۔ جیسے ہمارا قول  
 کہ ہر انسان حیوان ہے۔ اور بعض انسان حیوان نہیں ہیں۔ اور سالبہ کلیہ کی  
 تقيض صرف موجبہ جزئیه ہے۔ جیسے ہمارا قول کہ کوئی انسان حیوان نہیں

ہے۔ اور بعض انسان حیوان ہیں۔ دو قضيہ محصورہ میں تناقض اس وقت ثابت نہیں ہوگا جب تک کہ وہ کلی و جزئی ہونے میں مختلف نہ ہوں۔ کیونکہ ایسے دو قضایا جو کلی ہوں کبھی کاذب ہوتے ہیں جیسے ہمارا قول کہ ہر انسان کاتب ہے اور کوئی انسان کاتب نہیں ہے اور ایسے دو قضيے جو جزئی ہوں کبھی صادق ہوتے ہیں جیسے ہمارا قول کہ بعض انسان کاتب ہیں۔ اور بعض انسان کاتب نہیں ہیں۔

شرح: قضیہ محصورہ میں حکم افراد پر ہوتا ہے اگر کسی قضیہ میں حکم کل افراد کے لئے ثابت کیا گیا ہے تو اس کی مخالفت کے لئے اتنا کافی ہے کہ بعض افراد سے اس حکم کی نفی کر دی جائے۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ ”ہر انسان کاتب ہے۔“ تو اس کے سچے ہونے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے تمام افراد کاتب ہوں اگر ایک فرد بھی کاتب نہیں ہوگا تو پہلا قول کاذب ہو جائے گا۔ اس لئے اگر کوئی اس کے مقابلے کہہ دے کہ ”بعض افراد کاتب نہیں ہیں“ تو اس کا یہ قول پہلے قول کا مخالف ہوگا اور دونوں اقوال صادق یا کاذب نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اگر حکم بعض افراد کے لئے ثابت کیا گیا ہے یا بعض سے نفی کی گئی ہے تو اس کی مخالفت کے لئے ضروری ہے کہ تمام افراد سے حکم کی نفی کریں یا حکم کو ثابت کریں۔ اس لئے کہ اگر بعض افراد کی مخالفت بعض افراد سے کی گئی تو تناقض ثابت نہیں ہوگا۔ اور دونوں قضيے صادق ہوں گے۔ جیسے بعض حیوان انسان ہیں اور بعض حیوان انسان نہیں ہیں۔ یہ دونوں قضيے صادق ہیں۔ حالانکہ تناقض کے لئے ضروری ہے کہ ایک صادق ہو اور دوسرا کاذب۔ اس لئے محصورہ میں تناقض کے لئے یہ اصول ہوا کہ آٹھ چیزوں میں وحدت کے ساتھ کلی و جزئی ہونے میں اختلاف ہو۔ موجبہ کلیہ کی نفی سالیہ جزئیہ ہوگی اور سالیہ کلیہ کی نفی موجبہ جزئیہ ہوگی اسی سے یہ معلوم ہوا کہ سالیہ جزئیہ کی نفی موجبہ کلیہ اور موجبہ جزئیہ کی



العکس هو تفصیر المتنوع محمولاً والمحمول موضوعاً مع بقاء  
 الانجاب والسلب والصدق والكذب بحاله والموجبة الكلية  
 لا تنعكس كلية اذ يصدق قولنا كل انسان حيوان ولا يصدق كل حيوان  
 انسان بل تنعكس جزئية لنا اذ قلنا كل انسان حيوان يصدق قولنا  
 بعض الحيوان انسان فاننا نجد الموضوع موصوفاً بالانسان والحيوان  
 فيكون بعض الحيوان انساناً والموجبة الجزئية تنعكس جزئية بهذه  
 المحجة ايضا

ترجمہ: (مناطقہ کی اصطلاح میں) عکس یہ ہے کہ تقیض کے موضوع کو  
 محمول اور محمول کو موضوع کرنا لیکن تقیض کا موجبہ و سالبہ ہونا اور صادق و کاذب  
 ہونا اپنے حال پر باقی رہے۔ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آتا۔ اس لئے کہ  
 ہمارا یہ قول کہ ”ہر انسان حیوان ہے“ صادق ہے لیکن ”ہر حیوان انسان ہے“  
 صادق نہیں بلکہ اس کا عکس موجبہ جزئیہ آئے گا۔ کیونکہ جب ہم کہتے ہیں کہ  
 ”ہر انسان حیوان ہے“، تو ہمارا یہ کہنا صادق ہے کہ ”بعض حیوان انسان ہیں“  
 اس لئے کہ ہم کسی موضوع کو انسان و حیوان کے ساتھ دیکھے بعد و یگرے (مقتضی  
 پاتے ہیں۔ یعنی ایک چیز انسان بھی اور حیوان بھی) تو لازمی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے  
 کہ بعض حیوان انسان ہوں اور موجبہ جزئیہ کا عکس بھی اسی دلیل کی وجہ سے  
 موجبہ جزئیہ ہی آئے گا۔

شرح: عکس کے معنی الٹنا ہیں۔ لیکن مناطقہ کی اصطلاح میں یہ ایک خاص  
 مفہوم ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کسی تقیض کو الٹ دینا اور اس کو اولٹ  
 دینا اس طرح ہوگا کہ اس تقیض کے موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع کر دیا جائے

لیکن اس میں دو شرطیں ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اگر قضیہ موجب ہے تو اس کا عکس بھی موجب ہو اور اگر قضیہ سالبہ ہے تو عکس بھی سالبہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اگر قضیہ صادق ہے تو اس کا عکس بھی صادق ہو اور اگر قضیہ کاذب ہے تو اس کا عکس بھی کاذب ہو۔ ان شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ اصول نکلا کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آئے گا۔ کیونکہ اس کی بعض صورتوں میں پہلی شرط مفقود ہو جاتی ہے۔ مثلاً قضیہ ہے کہ ”ہر انسان حیوان ہے“ اب اگر اس کا عکس کلیہ نکالیں اور کہیں کہ ہر حیوان انسان ہے، تو یہ کاذب ہے۔ حالانکہ شرط یہ ہے کہ دونوں صادقی یا دونوں کاذب ہوں۔ اس لئے ثابت ہوا کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں آئے گا۔ اگر بعض صورتوں میں شرائط کے مطابق آجھی جائے تو اس کا اعتبار نہیں ہے۔ اس لئے کہ قانون کلی ہوتا ہے۔ اس میں استثناء نہیں ہوتا ہے۔ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آئے گا۔ اس کا دلیل یہ ہے کہ اگر ہم کوئی ایک موضوع فرض کریں اور اسے دو صفات کے ساتھ متصف کریں تو لازمی طور پر یہ دونوں صفات ایک دوسرے کے لئے بھی ثابت ہوں گی۔ مثلاً ہم کہیں کہ سچ انسان ہے اور سچ حیوان ہے۔ یہاں ہم نے سچ کو موضوع فرض کیا ہے۔ اور اس کے لئے دو صفات ثابت کیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ انسان حیوان ہے اور حیوان انسان ہے۔ اس لئے کہ اگر یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے ثابت نہیں ہوں گے تو ایک موضوع کے لئے دونوں صفات بھی نہیں بن سکتے۔ چونکہ دونوں ایک موضوع کی صفات ہیں۔ اس لئے کم از کم یہ دونوں ایک دوسرے کے بعض افراد کے لئے ثابت ہوں گے اور یکساں صحیح ہو گا کہ بعض حیوان انسان ہیں اور بعض انسان حیوان ہیں۔ یہ دلیل اخراض کہلاتی ہے۔ اس دلیل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے۔ کیونکہ موجبہ کلیہ میں ایک

صفت دوسری صفت کے کل افراد کیلئے ثابت ہوتی ہے۔ مثلاً ”ہر انسان حیوان ہے یا میں حیوان ہونا انسان کے تمام افراد کیلئے ثابت ہے تو لازمی طور پر انسان ہونا حیوان کے بعض افراد کیلئے ضرور ثابت ہوگا اور یہ کہنا صحیح ہوگا کہ بعض حیوان انسان ہیں۔ اسی دلیل پر اگر غور کیا جائے تو یہ بات بھی ثابت ہو جائے گی کہ موجبہ جزئیہ کا عکس بھی موجبہ جزئیہ آئے گا کیونکہ جب ایک صفت دوسری صفت کے بعض افراد کے لئے ثابت ہے تو لازمی طور پر دوسری صفت پہلی صفت کے بعض افراد کے لیے ثابت ہوگی اور یہ کہنا صحیح ہوگا کہ بعض حیوان سفید اور بعض سفید حیوان ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی صورت میں دوسری صفت پہلی صفت کے کل افراد کے لئے ثابت ہو جیسے بعض حیوان انسان ہیں اور کل انسان حیوان ہیں۔ لیکن چونکہ یہ بات اصل قضیہ سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ قضیہ موجبہ جزئیہ سے اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ دونوں صفات ایک دوسرے کے بعض افراد کے لئے ثابت ہیں۔ اس لئے قانون یہ بنا کہ موجبہ جزئیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے۔

---

والسألة الكلية تنعكس كلية وذلك بين بنفسه فانه اذا  
صدق لاشئ من الانسان بحجر يصدق لاشئ من الحجر  
بالسان والسألة الجزئية لا تنعكس لزومالذنه يصدق بعض  
الحیوان لیس بالسان ولا یصدق عکسہ

---

ترجمہ۔ سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آتا ہے اور یہ خود بخود واضح ہے۔ کیونکہ جب یہ قول کہ ”کوئی انسان پتھر نہیں ہے“ صادق ہوگا تو یہ قول کہ ”کوئی پتھر انسان نہیں ہے“ بھی صادق ہوگا۔ اور سالبہ جزئیہ کا عکس لازمی طور پر نہیں آتا۔ اس لئے کہ یہ قول کہ ”بعض حیوان انسان نہیں ہیں“ صادق ہے لیکن اس کا عکس (یعنی بعض انسان حیوان نہیں ہیں) صادق نہیں ہے۔

شرح سالبہ کلیہ میں ایک صفت کی دوسری صفت کے کل افراد سے  
سے نفی کر دی جاتی ہے یعنی وہ صفت کسی بھی فرد کے لئے ثابت نہیں ہے  
تو لازمی طور پر دوسری صفت بھی پہلی صفت کے کسی بھی فرد کے لئے ثابت نہیں  
ہوگی اور یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں ہے خود بخود واضح ہے۔ سالبہ جزئیہ  
کا عکس تمام صورتوں میں شرائط کے مطابق نہیں ہوتا۔ مثلاً بعض حیوان انسان  
نہیں ہیں۔ اس کا عکس اگر نکالیں تو یہ نکلے گا کہ "بعض انسان حیوان نہیں  
ہیں" اور یہ کاذب ہے۔ جب کہ اس کی اصل صادق ہے۔ بعض صورتوں میں  
عکس صحیح نکل آتا ہے مثلاً بعض حیوان سفید نہیں ہیں اور بعض سفید حیوان نہیں  
ہیں۔ لیکن قانون کلی ہوتا ہے اس لئے یہ قانون بنا کر سالبہ جزئیہ کا عکس لازمی  
طور پر نہیں آتا۔

---

القياس قول مؤلف من اقوال متي سلامت لزم عنها الذاتها  
قول اخر وهو اما اقتراخي كقولنا كل جسم مركب وكل مركب  
محدث واما استثنائي كقولنا ان كانت الشمس طالعة فالنهار  
موجود ولكن النهار ليس بموجود فالشمس ليست بطالعة

ترجمہ: قیاس وہ قول ہے جو ایسے اقوال سے مرکب ہوتا ہے  
کہ اگر ان اقوال کو تسلیم کر لیا جائے تو صرف ان اقوال کی وجہ سے ایک اور  
قول لازم آئے۔ قیاس یا تو اقتراخی ہوگا۔ جیسے ہمارا قول کہ ہر جسم مرکب ہے  
اور ہر مرکب حادث (نو پیدا) ہے پس ہر جسم حادث ہے یا استثنائی ہوگا جیسے  
ہمارا قول کہ اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا لیکن دن موجود نہیں ہے  
پس سورج طلوع نہیں ہوا

---

شرح منطق کا موضوع وہ معلوم تصورات اور معلوم تصدیقات ہیں

جن سے نہ جانے ہوئے تصور اور نہ جانی ہوئی تصدیق کا علم حاصل ہو۔ معلوم تصورات کو معترف اور قول شارح کہتے ہیں۔ اس کا بیان پہلے گزر گیا اور معلوم تصدیقات کو حجت و دلیل کہتے ہیں۔ مصنف اب اسی کو بیان کر رہے ہیں۔ قیاس کے لغوی معنی اندازہ کرنا ہیں۔ اسی سے مقیاس نکلا ہے جسے بیانہ کہتے ہیں۔ اگر چند قضایا کے ذریعہ ایک اور قضیہ کا علم حاصل کیا جاتے تو اصطلاح میں اسے قیاس کہتے ہیں۔ مثلاً ہمیں معلوم ہے کہ ہر جسم مرکب ہے۔ یعنی کئی چیزوں سے مل کر بنا ہے جنہیں غاصر کہتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ جو چیز مرکب ہو وہ پہلے سے موجود نہیں ہوتی۔ بلکہ پہلے اس کے اجزاء کا وجود ہوتا ہے پھر ان اجزاء سے مل کر وہ چیز مرکب ہوتی ہے۔ یعنی مرکب کا وجود ہمیشہ سے نہیں ہے بلکہ بعد میں ہوا ہے۔ اصطلاح میں اسے حادث کہتے ہیں یعنی ہر مرکب چیز حادث ہوتی ہے۔

جب ہم نے اپنی دونوں معلومات کو جمع کیا تو ہمیں مزید علم ہوا کہ ہر جسم حادث ہے۔ اس قیاس کو اقترانی کہتے ہیں۔ اس قیاس میں ہم نے دو قضیہ حملیہ کو ترتیب دیا۔ اور اس سے نیا قضیہ حاصل ہوا۔ یہ نیا قضیہ قیاس کا نتیجہ کہلاتا ہے۔ قیاس کی ایک دوسری قسم ہے جسے استثنائی کہتے ہیں۔ مثلاً ہمیں معلوم ہے کہ اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سورج طلوع ہو گیا ہے تو لازمی طور پر ہمیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ دن موجود ہے۔ اس قیاس کو اس طرح ترتیب دیتے ہیں اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا لیکن سورج طلوع ہو گیا پس دن موجود ہے۔ اس قیاس میں ایک قضیہ شرطیہ اور دوسرا حملیہ ہوتا ہے۔ اور حرف استثناء بھی ہوتا ہے اسی لئے اسے استثنائی بھی کہتے ہیں۔

والمکربین مقدمتی القیاس فصاعد الیسی حدّ اوسط  
و موضوع المطلوب یسی حدّ الصغر و محموله یسی حدّ  
اکبر و المقدّمۃ التي فیها الا صغر لیسیمی صغری و التي فیها  
الاکبر لیسیمی اکبری و هیأۃ التالیف من الصغری و اکبری یسی شکلا

---

ترجمہ: قیاس کے دو یا زیادہ مقدموں کے درمیان جو چیز مکرر  
ہوتی ہے اسے حدّ اوسط کہتے ہیں اور نتیجہ کے موضوع کو اصغر اور اس کے  
محمول کو اکبر کہتے ہیں۔ قیاس کا وہ مقدمہ جس میں اصغر ہوا اس کا نام صغری رکھا  
جاتا ہے اور جس مقدمہ میں اکبر ہوا اس کا نام اکبری رکھا جاتا ہے۔ صغری اور  
اکبری کو ملانے سے جو ہیئت حاصل ہوتی ہے اس کا نام شکل رکھا جاتا ہے

---

شرح: قیاس میں جو قضایا پہلے سے معلوم ہوتے ہیں اور انہیں  
ترتیب دیتے ہیں انہیں مقدمہ کہتے ہیں اور جس قضیہ کا علم ان مقدمات  
سے حاصل ہوتا ہے۔ اسے نتیجہ کہتے ہیں۔ نتیجہ کے موضوع کو اصغر اور اس  
کے محمول کو اکبر کہتے ہیں۔ جس مقدمہ میں اصغر ہوتا ہے اسے صغری کہتے ہیں اور  
جس مقدمہ میں اکبر کا ذکر ہوتا ہے اسے اکبری کہتے ہیں۔ مثلاً ہر جسم مرکب ہے  
اور ہر مرکب حادث ہے۔ پس ہر جسم حادث ہے۔ یہ قیاس اترانی ہے اس  
میں پہلے دو قضیے مقدمہ اور تیسرا قضیہ نتیجہ ہے۔ نتیجہ کا موضوع جسم ہے  
اور اس کا نام اصغر ہے نتیجہ کا محمول "حادث" ہے اور اس کا نام اکبر ہے۔ اصغر  
کا ذکر پہلے مقدمہ میں ہے تو اس کا نام صغری ہے اور اکبر کا ذکر دوسرے مقدمہ  
میں ہے تو اس کا نام اکبری ہے۔ صغری و اکبری کو ملانے سے جو صورت حاصل ہوتی  
اسے شکل کہتے ہیں۔

---

والاشکال اربعة لأن حد الاوسط ان کان محمولاً فی الصغری

و موضوعاً فی الکبریٰ فهو الشكل الاول وان کان محمولاً فیہما ذہو  
 الشكل الثانی وان کان موضوعاً فیہما ذہو الشكل الثالث وان  
 کان موضوعاً فی الصغریٰ و محمولاً فی الکبریٰ فهو الشكل الرابع  
 والثانی یرتد الی الاول بعکس الکبریٰ والثالث یرتد الیہ بعکس  
 الصغریٰ والرابع یرتد الیہ بعکس الترتیب وبعکس المقدمین  
 و بدیہی الانماج هو الاول والذی لہ عقل سلیم و طبع مستقیم  
 لا یحتاج الی رد الثانی الی الاول

ترجمہ :- اشکال کی چار قسمیں ہیں۔ حد اوسط اگر صغریٰ میں محمول  
 اور کبریٰ میں موضوع ہو تو یہ شکل اول ہے اور اگر دونوں میں محمول ہو تو وہ  
 شکل ثانی ہے۔ اور اگر دونوں میں موضوع ہو تو وہ شکل ثالث ہے اور اگر  
 صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو تو وہ شکل رابع ہے۔ شکل ثانی کے  
 کبریٰ کو عکس کرنے سے شکل ثانی شکل اول ہو جاتی ہے۔ اور تیسری شکل  
 صغریٰ کے عکس کرنے سے پہلی شکل ہو جاتی ہے۔ اور چوتھی شکل کی ترتیب  
 اُلٹنے سے یا دونوں مقدموں کا عکس کرنے سے وہ پہلی شکل بن جاتی ہے ان  
 اشکال میں سے جس کا نتیجہ بدیہی ہے وہ پہلی شکل ہے۔ اور جس شخص کی عقل  
 سلیم اور طبیعت مستقیم ہو تو اسے اس کی ضرورت نہیں ہوتی کہ شکل اول کا

شرح :- قیاس میں حد اوسط کے مقام کے بدلنے سے مختلف صورتیں  
 حاصل ہوتی ہیں اور انہیں شکل کہتے ہیں۔ یہ کل چار ہیں۔ اس لئے کہ حد اوسط  
 کو مختلف مقامات میں رکھنے کی صرف چار ہی صورتیں ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ  
 قیاس میں کم از کم دو مقدمے ہوتے ہیں یعنی صغریٰ و کبریٰ۔ اگر حد اوسط  
 صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو تو یہ شکل اول کہلاتی ہے۔ جیسے ہر جسم

مرکب ہے اور ہر مرکب حادث ہے، پس ہر جسم حادث ہے۔ اس قیاس میں حد اوسط ”مرکب“ ہے۔ اگر حد اوسط دونوں میں محمول ہو تو یہ شکل ثانی ہے جیسے ہر انسان حیوان ہے اور کوئی پتھر حیوان نہیں ہے۔ پس کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔ اس قیاس میں حد اوسط ”حیوان“ ہے۔ اگر حد اوسط دونوں میں موضوع ہو تو وہ شکل ثالث ہے۔ جیسے ہر انسان حیوان ہے اور ہر انسان ناطق ہے۔ پس بعض حیوان ناطق ہیں۔ اس قیاس میں حد اوسط انسان ہے۔ اگر حد اوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو تو وہ شکل رابع ہے۔ جیسے ہر انسان حساس ہے اور ہر ناطق انسان ہے۔ پس بعض حساس ناطق ہیں۔ اس قیاس میں حد اوسط انسان ہے۔ ان اشکال اربعہ میں سے پہلی شکل کا نتیجہ بدیہی ہوتا ہے۔ یعنی اس سے جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے اسے ہر انسان تسلیم کر لیتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ دینے کے عمل پر کوئی اشکال نہیں ہوتا۔ اسی لئے پہلی شکل کو مدار و معیار بنایا گیا ہے اور اگر دوسری اشکال کے نتیجوں پر کوئی اعتراض ہوتا ہے تو ان اشکال کو پہلی شکل کے مطابق کر کے اس کے نتیجہ کی جانچ پڑتال کرتے ہیں اس لئے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ دوسری اشکال کو پہلی شکل کے مطابق کس طرح کیا جاتا ہے چونکہ دوسری شکل میں حد اوسط دونوں میں محمول ہوتی ہے اور شکل اول کے صغریٰ میں محمول ہے تو پہلی اور دوسری شکل کے صغریٰ مطابق ہوتے ہیں۔ لیکن کبریٰ میں فرق ہے۔ اس لئے اگر کبریٰ کا عکس کر دیں تو وہ پہلی کے کبریٰ کے مطابق ہو جائے گا مثلاً مذکورہ بالا مثالوں میں سے دوسری شکل کا کبریٰ ”کوئی پتھر حیوان نہیں ہے“ ہے۔ اس کا عکس کیا تو حاصل ہوا ”کوئی حیوان پتھر نہیں ہے“ اسے ”اسی کے ساتھ ملایا تو یہ بنا کر ہر انسان



حیوان ہے اور کوئی حیوان پتھر نہیں ہے۔ پس کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔  
 شکل ثالث کا صفحہ پہلی شکل کے صفحہ کے مخالف ہوتا ہے۔ اگر  
 اس کا عکس کر دیا جائے تو پہلی شکل بن جائے گی۔ کیونکہ دونوں کا کبری موافق  
 ہوتا ہے۔ مثلاً مندرجہ بالا مثال میں صفحہ ہے کہ ”ہر انسان حیوان ہے“  
 اس کا عکس کیا تو حاصل ہوا کہ بعض حیوان انسان ہیں۔ اس کے ساتھ کبری  
 ملایا اور کہا کہ بعض حیوان انسان ہیں۔ اور ہر انسان ناطق ہے پس بعض  
 حیوان ناطق ہیں۔ یہ نتیجہ شکل ثالث کے نتیجہ کے موافق ہے۔

شکل رابع کے صفحہ و کبری دونوں پہلی شکل کے مخالف ہوتے ہیں  
 اس لئے شکل رابع کو پہلی شکل کے مطابق کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک  
 صورت یہ ہے کہ صفحہ کو کبری اور کبری کو صفحہ کر دیں۔ یعنی ترتیب  
 بدل دیں۔ جیسے ہر ناطق انسان ہے اور ہر انسان حساس ہے، پس ہر  
 ناطق حساس ہے۔ اس کے نتیجہ کا عکس کیا تو حاصل ہوا۔ ”بعض حساس ناطق  
 ہیں“ یہی نتیجہ شکل رابع کا بھی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہر مقدمہ کا عکس  
 کریں۔ مثلاً بعض حساس انسان ہیں۔ اور بعض انسان ناطق ہیں۔ اس میں  
 انسان حد وسط ہے اور یہ پہلی شکل بن گئی ہے۔

شکل ثانی صفحہ میں پہلی شکل کے مطابق اور کبری میں مخالف ہوتی  
 ہے۔ اور اس کا اختلاف کم ہے اس لئے اس شکل کا نتیجہ بھی طالب دلیل  
 و پڑتال کے قابل نہیں ہوتا۔ بلکہ جس کے مزاج میں اعتدال ہو، زیادہ  
 شکوک و شبہات میں مبتلا نہ ہوتا ہو۔ بلکہ ہر بات کی تہہ تک پہنچ جاتا ہو تو  
 اسے اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی کہ شکل ثانی کے نتیجہ کی پڑتال کرے۔

وانما ینتجہ الثانی عند اختلاف مقدمتہ بالذیجاب

والسلب وکلیۃ الکبریٰ والشکل الاول هو الذی جعل معیار للعلوم فنورہ  
 ههنا لیجعل دستوراً ومیزاناً نتیج منہ المطالب کلہا وشرط  
 انتاجہا ایجاب الصغریٰ وکلیۃ الکبریٰ وضروبہ المنتجة اربعة  
 الضرب الاول کل جسم مؤلف وکل مؤلف محدث فکل جسم محدث  
 والثانی کل جسم مؤلف ولاشئ من المؤلف بقدم فلاشئ من الجسم  
 بقدم والثالث بعض الجسم مؤلف وکل مؤلف محدث فبعض الجسم  
 محدث والرابع بعض الجسم مؤلف ولاشئ من المؤلف بقدم  
 فبعض الجسم لیس بقدم

ترجمہ: شکل ثانی اس وقت نتیجہ دیتی ہے۔ جب اس کے دولوں  
 مقدمے موجبہ و سالبہ ہونے میں مختلف ہوں اور کبریٰ کلیہ ہو۔ شکل اول  
 کو علوم کے لئے معیار بنایا گیا ہے۔ اس لئے ہم اسے یہاں پیش کریں گے  
 تاکہ اسے دستور و میزان مقرر کر لیا جائے کہ اس سے تمام نتائج حاصل ہوں۔  
 اس کے نتیجہ دینے کی شرط یہ ہے کہ صغریٰ موجبہ ہو اور کبریٰ کلیہ ہو اس کے  
 نتیجہ دینے والی ضرب چار ہیں۔ پہلی ضرب جیسے ہر جسم مرکب ہے اور ہر مرکب  
 حادث ہے۔ پس ہر جسم حادث ہے۔ دوسری ضرب جیسے ہر جسم مرکب ہے  
 اور کوئی مرکب قدیم نہیں ہے۔ پس کوئی جسم قدیم نہیں ہے۔ تیسری ضرب  
 جیسے بعض جسم مرکب ہیں اور ہر مرکب حادث ہے پس بعض جسم حادث ہیں  
 چوتھی ضرب جیسے بعض جسم مرکب ہیں اور کوئی مرکب قدیم نہیں ہے۔ پس بعض  
 جسم قدیم نہیں ہیں۔

شرح: ان اشکال کے نتیجہ دینے کی کچھ شرائط ہیں۔ مصنف نے دو شکلوں  
 کی شرائط بیان کی ہیں۔ اس لئے کہ یہی دو زیادہ استعمال ہوتی ہیں۔ ان میں سے

پہلی شکل ایسی ہے کہ اس کا نتیجہ بدیہی ہوتا ہے اس لئے وہ بقیہ دوسری شکلوں کے لئے معیار و دستور ہے۔ ان شکلوں کے نتائج کو پہلی شکل کے ذریعہ پرکھا جاتا ہے پہلی شکل کی یہ خاصیت بھی ہے کہ اس کا نتیجہ محسورات اربعہ کے چاروں قضیہ کی صورتوں میں آتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہر قیاس کے کم از کم دو مقدمے یعنی صغریٰ و کبریٰ ہوتے ہیں۔ صغریٰ محسورات اربعہ میں سے کوئی ایک ہو سکتا ہے اسی طرح کبریٰ بھی۔ تو اگر چار کو چار سے ضرب دیں تو سولہ صورتیں حاصل ہوں گی۔ ان صورتوں کو ضرب کہتے ہیں۔ ہر شکل کی سولہ ضرب ہوتی ہیں۔ اس کا نقشہ

صغریٰ / کبریٰ	موجبہ کلیہ	موجبہ جزئیہ	سالہ کلیہ	سالہ جزئیہ
موجبہ کلیہ	۱	۵	۹	۱۳
موجبہ جزئیہ	۲	۶	۱۰	۱۴
سالہ کلیہ	۳	۷	۱۱	۱۵
سالہ جزئیہ	۴	۸	۱۲	۱۶

شکل اول کے لئے نتیجہ دینے کی دو شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ صغریٰ موجبہ ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ کبریٰ کلیہ ہو۔ پہلی شرط کی وجہ سے ضرب نمبر ۳، ۴، ۷، ۸، ۱۱، ۱۲، ۱۵ اور ۱۶ ساقط ہو گئیں اور دوسری شرط کی وجہ سے آٹھ ضربیں ساقط ہوتی ہیں۔ ان میں سے چار پہلے ہی ساقط ہو چکی ہیں اور آٹھ میں سے بقیہ چار ضربیں نمبر ۵، ۶، ۱۳ اور ۱۴ ہیں۔ اب صرف چار ضربیں یعنی ۱، ۲، ۱۰ اور ۱۱ باقی بچیں۔ یہ ضرب منجبتہ ہیں ان کی مثالیں ترجمہ میں گزرنے لگیں۔ دوسری شکل کیلئے بھی دو شرطیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ صغریٰ و کبریٰ میں سے ایک موجبہ ہو اور دوسرے سالہ، اور دوسری شرط یہ ہے کہ کبریٰ کلیہ ہو۔ پہلی شرط کی وجہ

سے ضرب نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ ساقط ہو گئیں اور دوسری شرط کی وجہ سے مزید چار ضربیں یعنی ضرب نمبر ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ بھی۔ یہ نتیجہ ہیں۔ مثالیں درج ذیل ہیں

۱۔ ہر انسان حیوان ہے اور کوئی پتھر حیوان نہیں ہے۔ پس کوئی انسان پتھر نہیں ہے

۲۔ کوئی پتھر انسان نہیں ہے اور ہر ناطق انسان ہے۔ پس کوئی پتھر ناطق نہیں ہے۔

۳۔ بعض حیوان انسان ہیں اور کوئی پتھر انسان نہیں ہے۔ پس بعض حیوان پتھر نہیں ہیں۔

۴۔ بعض حیوان انسان نہیں ہیں۔ اور ہر ناطق انسان ہے۔ پس بعض حیوان ناطق نہیں ہیں۔ اس شکل کے چاروں نتائج سائبہ حاصل ہوں گے۔

---

والقیاس الاقترانی اما من حملیتین کما مروا ما من متصلتین  
 کقولنا ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجود وکما کان النهار موجودا  
 فالارض مضيئة ینتج ان کانت الشمس طالعة فالارض مضيئة واما  
 من منفصلتین کقولنا کل عدد اما فرد او زوج وکل زوج فهو اما  
 زوج المزوج او زوج الفرد ینتج کل عدد نهارا مفرد او زوج الزوج او  
 زوج الفرد واما من حملية ومنتصلة کقولنا کما کان هذا انسانا فهو  
 حیوان وکل حیوان فهو جسم ینتج کما کان هذا انسانا فهو جسم واما  
 من حملية ومنتصلة کقولنا کل عدد اما فرد او زوج وکل زوج فهو  
 منقسم بمقساویین واما من متصلة ومنتصلة کقولنا کما کان  
 هذا انسانا فهو حیوان وکل حیوان فهو اما ابيض او اسود  
 ینتج کما کان هذا انسانا فهو اما ابيض او اسود

---

ترجمہ: قیاس اقترانی یا تو دو عملیوں سے مرکب ہوگا۔ جیسا کہ اس

کی مثالیں گزریں، یاد و متصلہ سے مرکب ہوگا۔ جیسے ہمارا قول کہ اگر سورج طلوع ہوگا تو دن موجود ہوگا اور جب بھی دن موجود ہوگا تو زمین روشن ہوگی نتیجہ آئے گا کہ اگر سورج طلوع ہوگا تو زمین روشن ہوگی اور یاد و متصلہ سے مرکب ہوگا۔ جیسے ہمارا قول کہ ہر عدد یا توطاق ہوگا یا جفت اور ہر جفت یا تو جفت کا جفت ہوگا یا طاق کا جفت ہوگا۔ نتیجہ آئے گا کہ ہر عدد یا توطاق ہوگا یا جفت کا جفت ہوگا یا طاق کا جفت ہوگا۔ اور یا عملیہ اور متصلہ سے مرکب ہوگا۔ جیسے ہمارا قول کہ جب بھی یہ انسان ہوگا تو حیوان ہوگا اور ہر حیوان جسم ہے نتیجہ آئے گا کہ جب بھی یہ انسان ہوگا تو جسم ہوگا۔ اور یا عملیہ و متصلہ سے مرکب ہوگا۔ جیسے ہمارا قول کہ ہر عدد یا توطاق ہوگا یا جفت اور ہر جفت دو برابر حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ نتیجہ آئے گا کہ ہر عدد یا توطاق ہوگا یا دو برابر حصوں میں تقسیم ہوگا۔ اور یا متصلہ و متصلہ سے مرکب ہوگا۔ جیسے ہمارا قول کہ جب بھی یہ انسان ہوگا تو حیوان ہوگا۔ اور ہر حیوان یا تو سفید ہوگا یا کالا ہوگا۔ نتیجہ آئے گا کہ جب بھی یہ انسان ہوگا تو وہ یا تو سفید ہوگا یا کالا ہوگا۔

مشروح: قیاس اقرانی کے کم از کم دو مقدمے ہوتے ہیں، صغریٰ و کبریٰ اور قضایا کی تین قسمیں ہیں۔ عملیہ، متصلہ اور منفصلہ۔ تینوں قضیے صغریٰ و کبریٰ اشتراک و اختلاف کے ساتھ بن سکتے ہیں تو اگر تین کو تین سے ضرب دیں تو دو صورتیں حاصل ہوتی ہیں۔ نقشہ درج ذیل ہے

صغریٰ / کبریٰ	عملیہ	متصلہ	منفصلہ
عملیہ	۱	۲	۳
متصلہ	۲	۵	۶
منفصلہ	۳	۸	۹

مصنف نے ان میں سے چھ صورتیں یعنی ۱، ۲، ۳، ۴، ۵ اور ۶ اور ۹ نمبر کی مثالیں ذکر کی ہیں اور مثالیں خود واضح ہیں۔ جنت کے جنت سے مراد ایسا جنت جس کا نصف بھی جنت ہو جیسے ۲ اور ۸ اور غیرہ اور طاق کے جنت سے مراد ایسا جنت جس کا نصف طاق ہو جیسے ۶، ۱۰ اور ۱۲ کا نصف ۳ ہے اور ۶ جنت ہے جب کہ ۳ طاق ہے۔ بقیہ صورتوں کی مثالیں یہ ہیں صورت نمبر ۲ یعنی صفحہ عملیہ اور کبریٰ متصلہ ہو جیسے یہ جنت ہے اور جب یہ جنت ہوگا تو دو برابر حصوں میں تقسیم ہوگا۔ نتیجہ آئے گا کہ یہ دو برابر حصوں میں تقسیم ہوگا صورت نمبر ۳ یعنی صفحہ عملیہ اور کبریٰ متصلہ ہو جیسے ایک عدد ہے اور ہر عدد یا طاق ہوگا یا جنت، نتیجہ آئے گا کہ یہ یا تو طاق ہوگا یا جنت۔ صورت نمبر ۴ یعنی صفحہ عملیہ اور کبریٰ متصلہ ہو۔ جیسے ہر عدد یا طاق ہوگا یا جنت اور جب یہ جنت ہوگا تو دو برابر حصوں میں تقسیم ہوگا۔ نتیجہ آئے گا کہ ہر عدد یا تو طاق ہوگا یا دو برابر حصوں میں تقسیم ہوگا۔

واما القیاس الاستثنائی فالشرطیة الموضوعۃ فیہ ان کانت متصلۃ فاستثناء المقدم ینتج عین التالی کقولنا ان کان هذا انسانا فهو حیوان لکنہ انسان فیکون حیوانا واستثناء نقیض التالی ینتج نقیض المقدم کقولنا ان کان هذا انسانا فهو حیوان لکنہ لیس حیوان فلا یكون انسانا وان کانت منفصلۃ حقیقیۃ فاستثناء احد الجزئین ینتج نقیض الاخر واستثناء نقیض احدہما ینتج عین الاخر وعلی هذا مانعة الجمع ومانعة الخلو۔

ترجمہ: قیاس استثنائی میں جو شرطیہ اس میں مقرر ہوتا ہے، اگر وہ متصلہ ہو تو مقدم کا استثناء کرنے سے نتیجہ میں تالی آئے گی۔ جیسے ہمارا قول

کہ اگر یہ انسان ہے تو حیوان بھی ہے لیکن وہ انسان ہے پس وہ حیوان ہے اور تالی کی نقیض کا استثناء کرنے سے نتیجہ میں مقدم کی نقیض آئے گی جیسے ہمارا قول کہ اگر یہ انسان ہے تو حیوان بھی ہے۔ لیکن وہ حیوان نہیں ہے۔ پس وہ انسان نہیں ہے۔ اور اگر شرطیہ منفصلہ حقیقیہ ہے تو کسی ایک جز یعنی مقدم یا تالی کا استثناء کرنے سے نتیجہ میں دوسرے جز کی نقیض آئے گی اور کسی ایک کی نقیض کا استثناء کرنے سے نتیجہ میں دوسرا جزء آئیگا اسی طرح مانعہ الجمع اور مانعہ الخلوں بھی ہوگا۔

شرح :- قیاس استثنائی میں ایک مقدمہ قضیہ شرطیہ کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس کے دو جز ہوتے ہیں۔ یعنی مقدم و تالی۔ کسی ایک جز کا استثناء قضیہ حلیہ کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی ایک جز کی نقیض کا بھی استثناء کیا جاتا ہے۔ اور نتیجہ میں دوسرا جز یا اس کی نقیض آتی ہے۔ استثناء کرنے کی چار صورتیں ہیں۔ یعنی مقدم کا استثناء تالی کا استثناء مقدم کی نقیض کا استثناء اور تالی کی نقیض کا استثناء۔ اور جواب کی بھی چار صورتیں ہیں۔ چونکہ شرطیہ متصلہ میں مقدم و تالی کے درمیان اتصال ہوتا ہے۔ اور دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی ایک ثابت ہوگا تو دوسرا بھی ثابت ہوگا اور اگر کوئی ایک بھی منفی ہوگا تو دوسرا بھی منفی ہوگا۔ مصنف نے اس کی دو صورتیں مع مثال ذکر کی ہے تیسری صورت یہ ہے کہ تالی کا استثناء کریں تو مقدم ثابت ہوگا جیسے اگر یہ انسان ہے تو حیوان بھی ہے لیکن وہ حیوان ہے پس وہ انسان ہے۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ مقدم کی نقیض کا استثناء کریں۔ یعنی مقدم کی نفی کریں۔ تو تالی کی بھی نفی ہوگی جیسے اگر یہ انسان ہے تو حیوان بھی ہے لیکن وہ انسان نہیں ہے۔ پس حیوان بھی نہیں ہے۔

اگر شرطیہ منفصلہ ہو تو چونکہ منفصلہ میں مقدم و تالی کے درمیان منافات  
 وجدائی ہوتی ہے۔ اس لئے اگر ایک جز ثابت ہوگا تو دوسرا منفی ہو جائے  
 گا۔ اور اگر ایک جز منفی ہوگا تو دوسرا ثابت ہو جائے گا۔ اس کی بھی چار  
 صورتیں ہیں۔ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں۔ حقیقیہ، مانعۃ الجمع اور مانعۃ الخلو،  
 حقیقیہ میں یہ چار صورتیں جاری ہوتی ہیں۔ جیسے یہ عدویا توطاق ہے یا جفت  
 لیکن وہ طاق ہے پس وہ جفت نہیں ہے۔ دوسری صورت کہ لیکن وہ جفت  
 ہے پس وہ طاق نہیں ہے۔ تیسری صورت کہ لیکن وہ طاق نہیں ہے پس وہ  
 جفت ہے۔ چوتھی صورت کہ لیکن وہ جفت نہیں ہے پس وہ طاق ہے۔  
 مانعۃ الجمع میں دو صورتیں جاری ہوں گی۔ جیسے یہ کلمہ یا تو اسم ہے یا فعل  
 لیکن وہ اسم ہے پس وہ فعل نہیں ہے۔ دوسری صورت کہ لیکن وہ فعل ہے  
 پس وہ اسم نہیں ہے۔ تیسری اور چوتھی صورت جاری نہیں ہوگی کہ ایک کی نفی  
 کریں اور دوسرے کا اثبات ہو۔ مثلاً لیکن وہ اسم نہیں ہے پس وہ فعل ہے  
 تو یہ ضروری نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ وہ فعل کے بجائے حرف ہو۔ اسی طرح  
 مانعۃ الخلو میں بھی صرف دو صورتیں جاری ہوں گی۔ جیسے یہ کلمہ یا تو غیر اسم ہے یا  
 غیر فعل لیکن وہ اسم ہے پس وہ غیر فعل ہے۔ دوسری صورت کہ لیکن وہ فعل ہے  
 پس وہ غیر اسم ہے۔ یہ وہ دو صورتیں ہیں کہ ایک نفی کرنے سے دوسرے کا  
 اثبات ہو رہا ہے۔ دوسری دو صورتیں کہ ایک کو ثابت کریں تو دوسرے کی نفی  
 ہو تو یہ صورتیں اس میں جاری نہیں ہوں گی۔ جیسے لیکن وہ غیر اسم ہے پس وہ فعل  
 ہے۔ تو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ فعل ہو بلکہ حرف بھی ہو سکتا ہے۔

فصل البرهان وهو قول مؤلف من مقدمات یقینیۃ لاثبات

یقین والیقینیات اقسام ستہ احدھا اولیات کقولنا الواحد



نصف الاثنین والکل اعظم من الجزء و مشاهدات نحو الشمس  
 مشرقة و النار محرقة و مجربات کقولنا السقمونیا مسهل للصفرء  
 و حدسیات کقولنا نور القمر مستفاد من نور الشمس و متواترات  
 کقولنا محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم ادعی النبوة و  
 اظهر المعجزات علی یدہ و قضایا قیاساتها معها کقولنا الاربعة  
 زوج بسبب و وسط حاضر فی الذهن و هو الالف تقسام بمتساویین۔

ترجمہ: رب ربان وہ قیاس ہے جو مرکب ہوتا ہے ایسے مقدمات سے جو یقینی ہوتے ہیں۔ تاکہ جو نتیجہ  
 حاصل ہو وہ یقینی ہو۔ یقینات کی چھ قسمیں ہیں۔ ان میں سے پہلی اولیات ہے۔ جیسے ہمارا قول ایک دو کا  
 نصف ہے اور گل اپنے جڑ سے بڑا ہے۔ اور دوسری قسم شاہد ہے۔ جیسے سورج روشن ہے اور آگ جلانے والی ہے۔

اور تیسری قسم تجربہ ہے جیسے ہمارا قول کہ سقمونیا بوٹی بذریعہ دست پت کو زائل  
 کرنے والی ہے۔ چوتھی قسم حدس ہے۔ جیسے ہمارا قول کہ چاند کی روشنی سورج کی  
 روشنی سے حاصل شدہ ہے۔ پانچویں قسم متواتر ہے۔ جیسے ہمارا قول محمد رسول اللہ  
 نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے ہاتھ پر معجزات کو ظاہر فرمایا۔ چھٹی قسم وہ قضیے  
 جن کا قیاس ان کے ساتھ ہوتا ہے (اسے فطریات بھی کہتے ہیں)۔ جیسے ہمارا  
 قول کہ ”چار جفت ہے“ اس دلیل کی وجہ سے جو ذہن میں حاضر ہے یعنی دو برابر  
 حصوں میں تقسیم ہونا۔

شرح: جس کلام کو سننے کے بعد یقین پیدا ہو جائے اور کوئی شک نہ  
 رہے تو ایسا کلام یقینی کہلاتا ہے اور جس کلام کو سننے کے بعد شک و شبہ باقی  
 رہے تو وہ کلام ظنی کہلاتا ہے۔ قیاس چونکہ مقدمات سے مل کر بنتا ہے۔ اس  
 لئے اگر کسی قیاس کے ذہنوں مقدّمے یعنی صغریٰ و کبریٰ یقینی ہوں گے تو اس کا  
 نتیجہ بھی یقینی ہوگا۔ اور یہ قیاس یقینی کہلائے گا۔ اور جس کے صغریٰ و کبریٰ ظنی ہوں

یا کوئی ایک قطعی ہو۔ تو اس کا تجربہ بھی غلطی ہو گا۔ یعنی قیاس کو برہان کہتے ہیں۔ یقین دو طرح پیدا ہوتا ہے۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ بغیر کسی دلیل کے کلام کو صحیح تسلیم کر لیا جائے اور کوئی شک باقی نہ رہے۔ یہ یقین بدیہی کہلاتا ہے دوسری صورت یہ ہے کہ دوسرے دلائل سے کسی کلام کا یقینی ہونا معلوم ہو جائے جیسے قرآن و سنت متواترہ، یہ یقین نظری کہلاتا ہے۔ بدیہی یقین کی چھ قسمیں ہیں نمبر ۱، اولیات یعنی ایسا قضیہ جس کو سننے کے ساتھ ہی تسلیم کر لیا جائے اور ہر عاقل سمجھدار اس کو صحیح مانے، بچے بھی اس کو مان لیں۔ جیسے ایک، دو کا آدھا ہے۔ ۲۔ فطریات۔ ایسا قضیہ جس کی دلیل اس کے ساتھ ہو اور دلیل پر ذہن میں نظر ڈال کر اسے تسلیم کر لیا جائے۔ جیسے چار جفت ہے۔ اب ہمیں معلوم ہے کہ جفت اسے کہتے ہیں جو دو برابر حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ تو ہم چار کے بارے میں یہ دیکھیں گے کہ اس پر جفت کی تعریف صادق آ رہی ہے پھر اسے تسلیم کر لیں گے۔ اسے قضایا قیاساً ساتھ ساتھ بھی کہتے ہیں۔

۳۔ مشاہدہ۔ یعنی جس بات پر دیکھ کر، سن کر، چکھ کر، چھو کر اور یا سن کر یقین پیدا ہو ۴۔ تجربہ۔ یعنی کسی بات کے بارے میں متقدمین نے مشاہدہ کیا ہو اور بار بار کے مشاہدے کے بعد اسے اصول بنا کر پیش کیا ہو اور بعد کے لوگ اسے مشاہدہ کئے بغیر تسلیم کر لیں۔ جیسے فن طب۔ ۵۔ متواترہ۔ وہ بات جسے اتنے لوگ نقل کریں جن پر یقین آجائے اور ان کے بارے میں یہ احتمال نہ ہو کہ ان سب نے جھوٹ بات بنانے پر اتفاق کر لیا ہو گا۔ جیسے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا علم اور قرآن کے کلام اللہ ہونے کا علم ۶۔ حدس۔ یعنی گمان و خیال سے بات کرنا اور دلیل کو مرتب کئے بغیر نتیجہ تک پہنچ جانا۔ جیسے یہ قول کہ چاند کی روشنی سورج کی روشنی سے حاصل شدہ ہے

یہ سب برہان کی قسمیں ہیں۔ اب نظری قیاس کی قسمیں بیان کرتے ہیں۔  
مذکورہ مثالیں خود قیاس نہیں ہیں۔ بلکہ صرف قضیہ ہیں۔ جنہیں قیاس میں  
استعمال کیا جاسکتا ہے۔

والجدل وهو قول مؤلف من مقدمات مشہورۃ والحطابۃ  
وهو قول مؤلف من مقدمات مقبولۃ من شخص معتقد بہ او  
مظنونۃ والشعر وهو قیاس مؤلف من مقدمات تنسب منھا  
النفس أو تنقبض والمغالطۃ وهو قیاس مؤلف من مقدمات  
شبیہۃ بالحق او مشہورۃ او مقدمات وهمیۃ کاذبۃ والعمدۃ  
ہی البرہان لا غیر ولیکن ہذا اخرا لرسالۃ متلبسا بجمد من  
لہ البدایۃ والیہ النہایۃ

ترجمہ: قیاس جدلی وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو  
جو مشہور ہیں۔ قیاس خطابی وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جو  
کسی رہنما اور قابل اعتقاد شخص کے نزدیک مقبول ہوں یا وہ مقدمات گمان و  
انکل پر مبنی ہوں قیاس شعری وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو  
جس سے انسانی نفس خوشی کی وجہ سے کھل جائے یا غم کی وجہ سے منقبض  
ہو جائے یعنی سمجھ جائے۔ مغالطہ وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب  
ہو جو حقیقی اور مشہور مقدمات کے مشابہ ہوں یا وہ مقدمات وہمی اور  
جھوٹے ہوں۔ ان قسموں میں سے اصل قیاس برہان ہے نہ کہ کوئی اور۔  
چلیے۔ کہ یہ بات رسالہ کا آخر ہو اس ذات کی تعریف کے ساتھ جس کے  
لئے ابتداء ہے اور انسی کی طرف تمام چیزوں کی انتہا و انجام ہے۔

شوح: قیاس نظری کی چار قسمیں ہیں ۱۔ جدلی، ۲۔ اگر مقدمات مشہور

ہیں۔ عرف عام میں راجح ہیں لیکن یقین کے درجہ تک نہیں پہنچے ہوتے جیسے اخلاقیات، آداب، رسوم و رواج جو ہمہ گیر ہوں۔ ان سے جو قیاس مرکب لگا وہ جَدلی کہلاتا ہے۔ جدلی کے معنی ہیں جھگڑا۔ چونکہ

اس کا استعمال اکثر مناظرہ میں ہوتا ہے اور ایک دوسرے کو شکست دینے کے لئے ایسے مقدمات استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے اسے جَدلی کہتے ہیں۔

۲۔ خطابت۔ لوگوں کو جس شخص پر اعتقاد و اعتماد ہو اور اس کی باتیں تسلیم کرتے ہوں خواہ صحیح ہو یا غلط تو اس کے کلام کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا خطابت کہلاتا ہے جیسے مسلمانوں کے سامنے علماء و بزرگوں کے کلام کو نقل

کرنا، شیعہ کے سامنے حضرت علیؑ، یا ان کے بیٹوں کے کلام کو نقل کرنا خواہ وہ نقل صحیح ہو یا غلط۔ اسی لئے خطاب میں رطب و یابس ہر قسم کی باتیں جمع ہوتی ہیں۔ ۳۔ شعر۔ انسانی نفس میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ آواز

الفاظ کی بناوٹ و ترکیب، مضمون واقعہ سے متاثر ہوتی ہے۔ اگر ایسا کلام ہو جس کا براہ راست نفس پر اثر پڑے خواہ کلام جھوٹا ہو اسے شعر کہتے ہیں اکثر اشعار اسی طرح ہوتے ہیں۔ اور زیادہ جھوٹا و خیالی شعر زیادہ اثر کرتا ہے۔

۴۔ مغالطہ۔ حقیقی یا ہور کلام کے مُثاہرہ کوئی کلام کرنا یا خیالی، وہی اور جھوٹا کلام کہہ کر ایسی بات ثابت کرنا مغالطہ و دھوکہ کہلاتا ہے۔ مثلاً زید کو کہا کہ زید چاند ہے اور ہر چاند روشن ہوتا ہے۔ پس زید روشن ہے یا

شیر کی تصویر کے بارے میں کہا کہ یہ شیر ہے اور ہر شیر چیرتا چھاڑتا ہے۔ پس یہ چیرتا چھاڑتا ہے۔ اس قسم کے کلام سے دوسرے شخص کو دھوکہ دینا مقصد ہوتا ہے اور کلام اس طرح ظاہر کیا جاتا ہے کہ بظاہر وہ صحیح کلام لگتا ہے۔ مذکورہ دونوں مثالیں بھی بظاہر صحیح لگتی ہیں اور ان میں دھوکہ یہ دیا کہ

مجاز و تصویر کے لئے حقیقت کا حکم بیان کر دیا۔

قیاس کی ان قسموں میں سے مبیاری و اصلی قسم برہان ہے۔ یہ یقین کا  
 فائدہ دیتا ہے۔ اور اعتقادات میں اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ مصنف نے  
 اسی فصل پر اپنی کتاب کو جو کہ ایک چھوٹا مفید رسالہ ہے ختم کیا۔ اور جس  
 طرح کتاب کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کی تھی اسی طرح آخر میں اللہ  
 تعالیٰ کی تعریف کی نیز لفظ نہا یہ سے کتاب کے اختتام کی طرف بھی اشارہ  
 کر دیا جو کہ کتاب کے حسن اختتام کی نشانی ہے۔

ختم شد

وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

# خلاصۃ المنطق

علم کسی چیز کی صورت کا ذہن میں آنا۔ جیسے کسی نے بولا زید۔ اور اس کی صورت علم تمہارے ذہن میں آئی۔ یہ زید کے بارے میں علم ہے۔  
علم کی دو قسمیں ہیں (۱) تصور (۲) تصدیق۔

تصدیق کسی چیز کے بارے میں کوئی حکم لگایا جائے جیسے یہ کہا جائے کہ زید کھڑا ہے، اس میں زید پر کھڑے ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔

تصور ایک یا کئی چیزوں کے بارے میں کوئی حکم نہ لگایا جائے، جیسے زید کا غلام، کھڑا ہونا، بیٹھنا، زید، ذہن آدمی وغیرہ، ان میں سے ہر ایک مثال سے کسی چیز کے بارے میں کوئی حکم معلوم نہیں ہو رہا ہے۔  
تصور و تصدیق کی قسمیں:-

تصور و تصدیق ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ بدیہی و نظری۔

بدیہی وہ تصور یا تصدیق جس کے ثبوت کے لیے تعریف یا دلیل کی ضرورت نہ ہو۔ نیز تعریف و دلیل کے وہ سمجھ میں آجائیں۔ تصور بدیہی کی مثال جیسے پانی، آگ، گرمی، پیاس وغیرہ اور تصدیق بدیہی کی مثال جیسے دو چار کا ادھا ہے۔ ایک چار کا پور تھا حصہ ہے۔

نظری وہ تصور یا تصدیق جس کے ثبوت کے لیے تعریف یا دلیل لانے کی ضرورت ہو۔ نیز تعریف و دلیل کے سمجھ میں نہ آسے۔ تصور نظری کی مثال جیسے اسم، فعل، معرب، ابن، دیو، فرشتہ وغیرہ اور تصدیق نظری کی مثال جیسے قبر میں عذاب ہوگا، تمام انسان دوبارہ زندہ کیے جائیں گے، کائنات کو بنانے اور چلانے والا

ایک ہے۔

### نظرو فکر

دو یا زیادہ معلوم تصویریا تصدیق کو ملا کر نیا تصویر یا تصدیق حاصل کرنا جیسے  
حیوان اور ناطق یہ دونوں الگ الگ تصویریں۔ ان دونوں کو ملا یا تو حیوان

ناطق بنا جو کہ انسان کی حقیقت پر صادق آتا ہے۔ اسی طرح انسان جاندار ہے۔ اور ہر جاندار  
کا جسم ہے۔ یہ دونوں الگ الگ تصدیق ہیں۔ ان دونوں کو ملا یا تو یہ علم ہو کہ انسان کا جسم ہے۔

وہ معلوم تصور جس سے نامعلوم تصور حاصل ہو۔ جیسے مذکورہ بالا  
مثال میں حیوان اور ناطق۔ اسے تعریف بھی کہتے ہیں۔

### معرف

وہ معلوم تصدیق ہے جس سے نامعلوم تصدیق کا علم ہو جیسے مذکورہ  
بالا مثال میں ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار کا جسم ہے۔ اسے حجت

### دلیل

بھی کہتے ہیں

### منطق کی تعریف

وہ قوانین جن کی رعایت کر کے نظرو فکر میں خطا سے حفاظت ہو

نظرو فکر کی ترتیب میں خطا و غلطی ہوتی ہے۔ اس  
سے بچنے کے لیے جس قانون کی ضرورت ہے وہ منطق

### منطق کی وجہ ضرورت

کا علم کہلاتا ہے۔

نظرو فکر کا صحیح ہونا

### منطق کی غرض و غایت

وہ امر جس کے ذاتی احوال سے کسی علم میں بحث کی جاتے جیسے ڈاکٹری  
میں انسان کے جسم کے احوال سے بحث ہوتی ہے تو انسانی جسم

### موضوع

ڈاکٹری کا موضوع ہوا۔

وہ تعریفات و دلائل جن سے نامعلوم تصورات  
یا تصدیقات حاصل ہوں۔

## منطق کا موضوع

ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خاص و مقرر کر دینا کہ ایک  
چیز کے علم سے دوسری چیز کا علم حاصل ہو جائے۔ جیسے لفظ زید کو کسی

## وضع

انسان کے لیے مقرر کر دینا کہ زید کے علم سے اس انسان کا علم ہو جاتا ہے۔ اس طرح مقرر  
کرنا وضع اور جسے خاص و مقرر کیا وہ موضوع اور جس کے لیے مقرر کیا وہ موضوع لہ  
کہلاتا ہے۔ مذکورہ مثال میں زید موضوع اور انسان موضوع لہ ہے۔

کسی چیز کا خود بخود قدرتی طور پر یا کسی کے مقرر کرنے سے ایسا ہونا کہ اس  
چیز کے علم سے دوسری چیز کا بھی علم حاصل ہو جائے۔ جیسے دھواں دیکھ

## دلالت

کہ آگ کا علم ہو جاتا ہے یا جیسے لفظ زید سے اس انسان کا علم ہو جاتا ہے جس کا نام یہ رکھا گیا  
جس کے ذریعہ علم ہو وہ دال اور جس کا علم ہو وہ مدلول کہلاتا ہے۔ مذکورہ مثال میں دھواں  
اور زید دال اور آگ و زید کی ذات مدلول ہے۔

وہ دلالت کہ جس میں دال کوئی لفظ ہو جیسے لفظ زید جب  
بولاجائے تو یہ ذات زید پر دلالت کرتا ہے۔

## لفظی دلالت

وہ دلالت کہ جس میں دال لفظ نہ ہو جیسے دھوئیں کی دلالت  
آگ پر۔ ہر ایک کی تین قسمیں ہیں۔ ما وضعیہ ما طبعیہ

## دلالت غیر لفظی

ما عقلیہ۔

دال لفظ ہو اور دلالت وضع کی وجہ سے  
ہو۔ جیسے لفظ کتاب کی دلالت کتاب پر۔

## دلالت لفظیہ وضعیہ

دال لفظ ہو اور دلالت طبیعت کی وجہ سے  
ہو۔ جیسے لفظ آہ آہ کی دلالت رنج و صدمہ پر۔

## دلالت لفظیہ طبعیہ



**دلالت لفظیہ عقلیہ** | وال لفظ ہوا اور دلالت عقل کی وجہ سے ہو۔ جیسے دیوار کے پیچھے سے کوئی لفظ سُنا جائے تو عقل کی وجہ سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ دیوار کے پیچھے کوئی بولنے والا ہے۔

**دلالت غیر لفظی وضعی** | وال لفظ نہ ہو اور دلالت وضع کی وجہ سے ہو۔ جیسے حروف کے نقوش کی دلالت حروف پر۔ یا جیسے نیچے کے ایک نقطہ کی دلالت باہر پر۔

**دلالت غیر لفظی طبعی** | جیسے گھوڑے کا ہنہانا، گھانس دانے کی طلب پر یا پیٹ پر ہاتھ پھیرنا۔ بھوکا بادل پر۔ مہرہ کا سُرخ ہونا غنّت پر دلالت کرتے ہیں۔

**دلالت غیر لفظی عقلی** | دھویں کی آگ پر اور دھوپ کی آفتاب پر دلالت۔

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ مطابقت، ۲۔ تضمینہ ۳۔ التزامیہ  
**مطابقت** | لفظ اپنے پر سے موضوع لہ پر دلالت کرے۔ جیسے لفظ پاکستان کی دلالت پورے پاکستان پر۔

**تضمینہ** | لفظ اپنے موضوع لہ کے جز پر دلالت کرے۔ جیسے لفظ پاکستان کی صوبہ سندھ پر دلالت یا لفظ انسان کی اس کے سر پر۔

**التزامیہ** | لفظ اپنے موضوع لہ کے لازم پر دلالت کرے۔ جیسے لفظ انسان کی دلالت اس کی قابلیت علم پر یا لفظ عالم کی دلالت ٹرپنی پر وغیرہ۔

**مفرد** وہ لفظ کہ اس کے جز سے اس کے معنی کے جز پر دلالت کا قصد نہ ہو۔ جیسے لفظ زید۔ اس کے اجزاء یعنی ز اور ی اور وال ذات زید کے اجزاء پر دلالت نہیں کرتے۔  
مفرد کی چار قسمیں ہیں۔

- ۱۔ لفظ کا کوئی جز نہ ہو۔ جیسے ہمزہ استفہام عربی میں۔
- ۲۔ لفظ کے اجزاء ہوں۔ لیکن معنی دار نہ ہوں۔ جیسے لفظ انسان کے اجزاء الف، ٹون، سین وغیرہ کے کوئی معنی نہیں۔
- ۳۔ لفظ کے اجزاء معنی دار ہوں۔ لیکن دلالت نہ کریں۔ جیسے عبد اللہ جب کسی کا نام ہو۔ اس کے اجزاء عبد اور اللہ معنی دار ہیں۔ لیکن نام رکھنے کی حالت میں یہ اجزاء انسان کے اجزاء پر دلالت نہیں کرتے۔
- ۴۔ دلالت کرے لیکن دلالت کا قصد نہ ہو۔ جیسے حیوان ناطق کسی کا نام ہو۔ اس کے اجزاء حیوان اور ناطق انسان کے اجزاء پر دلالت کر رہے ہیں۔ کیونکہ انسان کی حقیقت ہی حیوان ناطق ہے۔ لیکن نام رکھنے کی صورت میں اس دلالت کا قصد نہیں ہوتا۔

**مُرکب** وہ لفظ کہ اس کے جز سے اس کے معنی کے جز پر دلالت کا قصد ہو۔ جیسے زید کھڑا ہے۔ اس میں زید، کھڑا اور ہے جو اس لفظ کے اجزاء ہیں لفظ کے معنی پر دلالت کر رہے ہیں اور دلالت کا قصد بھی ہے۔  
جرثی ذہن میں آتے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔  
۱۔ کلی ۲۔ جزئی۔

**جزئی** وہ مفہوم کہ جس کا کثیر افراد پر صادق ہونا ممکن نہ ہو اور اس میں شکت نہ ہو سکے۔ جیسے خالد جو ایک خاص شخص کا نام ہے۔

وہ مفہوم کہ جس کا کثیر افراد پر صادق ہونا ممکن ہو اور اس میں شرکت ہو سکے  
**کلی** جیسے انسان، حیوان، سورج، چاند وغیرہ

کسی شے کے وہ اجزاء جن سے مل کر وہ شے بنی  
**حقیقت یا ماہیت** ہے۔ اس کی حقیقت کہلاتے ہیں۔ جیسے انسان کے

اجزاء حیوان اور ناطق ہیں اور یہی دونوں انسان کی حقیقت ہیں۔

کسی شے کے وہ اجزاء جو اس کی حقیقت میں داخل نہ ہوں اس کے عوارض  
**عوارض** کہلاتے ہیں۔ جیسے ہنسنا انسان کی حقیقت میں داخل نہیں ہے اس لیے

انسان کے عوارض میں سے ہے۔

وہ کلی جو افراد کی پوری حقیقت ہو یا حقیقت کا جز ہو۔ جیسے انسان  
**کلی ذاتی** یہ اپنے افراد زید عمر وغیرہ کی پوری حقیقت ہے اور حیوان یہ

اپنے افراد انسان، گائے وغیرہ کی حقیقت کا جز ہے۔

وہ کلی جو اپنے افراد کی نہ پوری حقیقت ہو اور نہ حقیقت کا  
**کلی عرضی** جز ہو جیسے ضاحک یہ اپنے افراد زید عمر وغیرہ کے بے کلی

عرضی ہے۔ کیونکہ ضاحک انکی حقیقت میں داخل نہیں ہے۔

وہ کلی ذاتی ہے جس کے افراد کی حقیقت مختلف ہو۔ جیسے حیوان اس  
**جنس** کے افراد یعنی انسان، گائے وغیرہ کی حقیقت مختلف ہے۔

وہ کلی ذاتی ہے جس کے افراد کی حقیقت ایک ہی ہو۔ جیسے انسان  
**نوع** اس کے افراد یعنی زید، عمر وغیرہ سب کی حقیقت حیوان ناطق ہے۔

وہ کلی ذاتی ہے جو جنس کے افراد میں سے کسی فرد کو دوسرے افراد سے  
**فصل** ممتاز و جدا کرے۔ جیسے ناطق یہ حیوان کے افراد میں سے انسان کو

دوسرے افراد سے ممتاز کرتا ہے۔ (باقی بر صفحہ ۵۳)

**خاصہ** | وہ کلی عرضی ہے جو ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہو۔ جیسے لکھنا، پڑھنا، ہنسنیہ انسان کے ساتھ خاص ہے اور اس کے افراد کی حقیقت ایک ہے۔

**عرض عام** | وہ کلی عرضی ہے جو ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص نہ ہو جیسے چلنا، کھانا وغیرہ اس میں انسان و جانور سب برابر مشترک ہیں۔ ایک اصطلاح ہے۔ اس سے کسی شے کی حقیقت کے بائے میں سوال ہوتا ہے۔ مثلاً الانسان مامو۔ جواب ایوان ماطق۔

اگر ایک فرد کے بارے میں سوال کیا جائے تو جواب میں اسکی پوری حقیقت آتے گی۔ جیسے مذکورہ بالا مثال اور اگر متعدد افراد کے بارے میں سوال کیا جائے تو جواب میں ایسی حقیقت آئیگی جو ان سب میں پوری طرح مشترک ہو کوئی دوسرا فرد ان افراد میں داخل نہ ہو سکے۔ جیسے الانسان والبقرا ہما۔ تو جواب ہوگا۔ حیوان۔ جسم نامی یا جسم نہیں کہیں گے۔ کیونکہ جسم نامی کہنے سے درخت بھی اس میں شامل ہو جائے گا۔ اور جسم کہنے سے پتھر بھی اس میں شامل ہو جائے گا۔ حالانکہ سوال صرف انسان اور بقر کے بارے میں تھا۔

**جنس قریب** | کسی ماہیت کے لیے وہ جنس ہے کہ اگر ماہیت کے ساتھ اس جنس آئے۔ جیسے انسان ایک ماہیت ہے اور حیوان ایک جنس ہے۔ انسان کے ساتھ حیوان کے دوسرے افراد کو ملا کر سوال کریں تو جواب میں بیشتر وہی الانسان والغرس ماہما؟ جواب: حیوان، الانسان والحمار ماہما؟ جواب: حیوان یہاں ہر سوال کے جواب میں حیوان آرہا ہے۔ اس لیے حیوان انسان کے لیے جنس قریب ہے۔ اور جیسے کراچی کے لیے سندھ وغیرہ۔

**جنس بعید** | کسی ماہیت کے لیے وہ جنس ہے کہ اگر ماہیت کے ساتھ اس جنس کے دوسرے افراد کو ملا کر سوال کریں تو جواب میں ہمیشہ وہی جنس آئے

جیسے انسان اور جسم نامی، الانسان والبقر والشجر ماہی؟ جواب: جسم نامی، الانسان والبقر ماہی؟ جواب: حیوان، الانسان والفرس ماہی؟ جواب: حیوان۔ ان سوالوں کے جواب میں ہر دفعہ جسم نامی نہیں آیا۔ حالانکہ بقر اور فرس بھی جسم نامی کے افراد ہیں۔ اس لیے جسم نامی انسان کے لیے جنس بعید ہے۔ اور جیسے کراچی کے لیے پاکستان۔

**فصل قریب** | جو کئی کسی ماہیت کو اس کی جنس قریب کے دوسرے افراد سے تیز دے۔ تو یہی اس ماہیت کی فصل قریب ہے۔ جیسے ناطق انسان کو حیوان

کے افراد سے ممتاز کرتا ہے۔ اور حیوان انسان کی جنس قریب ہے۔

**فصل بعید** | جو کئی کسی ماہیت کو اس کی جنس بعید کے افراد سے تیز دے۔ تو یہی اس ماہیت کی فصل بعید ہے۔ جیسے حساس انسان کو جسم نامی کے افراد سے

تیز دیتا ہے۔ اس لیے حساس انسان کے لیے فصل بعید ہے۔

**نسبت تساوی** | دو کئیوں کا ایسا ہونا کہ ہر ایک کئی دوسری کئی کے ہر فرد پر صادق آئے۔ جیسے انسان اور ناطق، مؤمن و مسلم،

سیٹوں میں دو مشترک سیٹ۔

**نسبت عموم و خصوص مطلق** | ایک کئی دوسری کئی کے ہر فرد پر صادق ہو اور دوسری کئی پہلی کئی کے بعض افراد پر صادق

ہو اور بعض پر نہ ہو۔ جیسے انسان و حیوان۔ اس میں انسان حیوان کے ہر فرد پر صادق نہیں ہے۔ اور حیوان انسان کے ہر فرد پر صادق ہے۔ یعنی ہر انسان حیوان ہے اور ہر حیوان انسان نہیں ہے۔ جو سب پر صادق آئے وہ عام مطلق جیسے مذکورہ بالا مثال میں حیوان اور جو بعض پر صادق ہو وہ خاص مطلق کہلاتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثال

میں انسان۔ تختی اور فونی سیٹ۔

دو گلیوں میں سے ہر ایک گلی دوسری گلی کے بعض افراد  
**عموم و مخصوص من وجہ** پر صادق ہوا اور بعض پر نہ ہو جیسے امم و معرب کہ

بعض امم معرب ہیں جیسے زید اور بعض امم معرب نہیں ہیں جیسے ضمائر اور بعض  
 معرب امم نہیں ہیں جیسے فعل ماضی۔ ان میں سے ہر ایک کو عام من وجہ اور خاص من  
 وجہ کہتے ہیں۔ سیٹوں میں مترادف سیٹ۔

دو گلیوں میں سے کوئی گلی دوسری گلی پر صادق نہ ہو جیسے  
**نسبت تباہین** انسان اور پتھر۔ کہ کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔ اور کوئی پتھر  
 انسان نہیں ہے۔ سیٹوں میں دو غیر مشترک سیٹ۔ ہر ایک گلی دوسری گلی کی مابین ہے۔

ہر خاص عام کے مقابلہ میں جزئی ہوتا ہے۔  
**جزئی اضافی** اور اسے جزئی اضافی کہتے ہیں۔ جیسے انسان

خاص ہے اور حیوان عام ہے۔ پس انسان جزئی اضافی ہے۔ اسی طرح  
 حیوان خاص ہے جسم نامی کے مقابلہ میں۔ اس لیے حیوان جزئی اضافی  
 ہوا۔ چونکہ یہ جزئی دوسرے کے مقابلہ میں ہے۔ اس لیے اسے اضافی  
 کہتے ہیں۔ جزئی حقیقی و جزئی اضافی میں عموم و مخصوص مطلق کی نسبت ہے اور جزئی  
 حقیقی خاص ہے اس لیے کہ زید جزئی حقیقی و انسانی و لون جبکہ حیوان جزئی اضافی ہے جزئی حقیقی نہیں ہے۔

جس کئی کے اوپر کوئی جنس ہونو وہ کئی نوع اضافی  
**نوع اضافی** کہلاتی ہے۔ اگرچہ اس کے افراد کی حقیقت مختلف

ہو جیسے حیوان کے اوپر جسم نامی جنس ہے۔ پس حیوان نوع اضافی ہے۔ اسی  
 طرح جسم نامی کے اوپر جسم مطلق جنس ہے۔ پس جسم نامی نوع اضافی ہوا۔

جوہر کے اوپر کوئی جنس نہیں ہے۔ اس لیے جوہر نوع اضافی نہیں ہے۔ اسی طرح نقطہ کا مفہوم کسی جنس کے تحت نہیں ہے۔ کیونکہ نقطہ اسے کہتے ہیں جس کا کوئی جز نہ ہو۔ اور جس کا کوئی جز نہ ہو اس کی جنس نہیں ہوتی ہے۔ پس نقطہ نوع اضافی نہیں ہے۔ بلکہ نوع حقیقی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نوع حقیقی اور نوع اضافی میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے کیونکہ انسان نوع حقیقی و نوع اضافی دونوں ہے۔ جبکہ نقطہ صرف نوع حقیقی ہے۔ اور حیوان صرف نوع اضافی ہے۔

جو اپنے وجود میں کسی خاص محل کا محتاج نہ ہو بلکہ ہر محل میں اس کا قیام ہو سکتا ہو۔ جیسے انسان، حیوان، پتھر

اور تمام اجسام وغیرہ۔

جو اپنے وجود میں محل کا محتاج ہو اور محل کے منتقل ہونے سے وہ بھی منتقل ہو جاتا ہو۔ جیسے بڑا ہونا

چھوٹا ہونا، اچھا ہونا، بُرا ہونا، زمانہ اور مکان وغیرہ کہ یہ کسی جسم کی صفات ہیں اور جسم پر پیش آتی ہیں۔ عرض کی نوعیں ہیں۔

۱۔ کم۔ یعنی مقدار۔ وہ عرض جس کی تقسیم اور حصّہ ہو سکے۔

۲۔ کیف یعنی کیفیت۔ وہ عرض جس کی تقسیم نہ ہو سکے جیسے اچھائی، بُرائی، خوشی، غمی اور غصّہ وغیرہ۔

۳۔ اضافت یعنی نسبت۔ وہ عرض جس کا تصور دوسری چیز کے تصور پر موقوف ہو۔ جیسے باپ ہونا، بیٹا ہونا، استاد اور شاگرد کا تعلق وغیرہ۔

۴۔ آئین یعنی مکان ہونا۔ کوئی جوہر یا جسم جو جگہ گھیرتا ہے۔ اس

جلد کے گھرنے سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اسے آئن کہتے ہیں۔  
 ۵۔ ہلک :۔ کسی جسم کے ساتھ کوئی چیز اس طرح متصل ہو کر جسم کے  
 منتقل ہونے سے وہ چیز بھی منتقل ہوتی ہو۔ اس اتصال سے  
 جو حالت پیدا ہوتی ہے اسے ہلک کہتے ہیں۔ جیسے کسی انسان نے  
 عمامہ باندھا۔ اب عمامہ باندھ کر اس انسان کا جو خاک بنا ہے وہ  
 ہلک کہلاتے گا۔ اور جہاں یہ انسان جائے گا تو عمامہ والی یہ صورت و  
 خاک بھی جائے گا۔

۶۔ فَعْلٰی یعنی اثر انداز ہونا :۔ کسی کام کی صلاحیت کو آہستہ آہستہ  
 وجود میں لانا۔ جیسے آری میں لکڑی کاٹنے کی صلاحیت ہے۔ اب  
 اب ایک انسان اس آری کو لکڑی پر استعمال کرے تو لکڑی  
 کٹنا شروع ہو جائے گی۔ اور یہ فعل کہلاتے گا۔

۷۔ انفعال یعنی متاثر ہونا :۔ کسی صلاحیت کا آہستہ آہستہ وجود  
 میں آنا۔ جیسے لکڑی میں کٹنے کی صلاحیت ہے۔ جب اس پر آری  
 استعمال کی گئی تو اس نے کٹنا شروع کر دیا۔ تو یہ لکڑی کے اعتبار سے  
 انفعال ہے۔

۸۔ ہٹی یعنی زمانہ :۔ کسی جسم کی وقت کے ساتھ نسبت۔  
 ۹۔ وضع :۔ ایک جسم کے اپنے اجزاء اور اس پاس کی اشیاء سے  
 جو حالت پیدا ہوتی ہے اسے وضع کہتے ہیں جیسے کسی جسم کا دوسری چیز  
 کے سامنے، دائیں بائیں۔ پیچھے اور اوپر نیچے ہونا۔

جوہر اور یہ نواعراض مقولات عشر کہلاتی ہیں فارسی کے اس شعر میں

یہ سب جمع ہیں۔



سہ مرنے دراز نیکو دیدم لشہر امروہ  
 با خواستہ نشستہ از کرد خویش فروز  
 ایک نیک لہجے آدمی کو میں نے آج شہر میں دیکھا جو اپنی چاہی ہوئی چیز کے  
 ساتھ بیٹھا ہوا اور اپنے لیے پرغرض تھا۔ اس شعر مرد، جو ہر لمبا کم، نیک  
 کیف، دیکھا، انفعال، شہر میں این، آج متی، چاہی ہوئی چیز اضافت  
 بیٹھا ہوا۔ وضع، کیے پر۔ فعل، خوش ہونا ملک ہے۔

حد تامہ | جنس قریب اور فصل قریب سے کسی چیز کی تعریف کرنا۔ جیسے انسان  
 کی تعریف۔ حیوان اور ناطق سے کی جائے۔

حد ناقص | کسی چیز کی اس کی جنس بعید اور فصل قریب سے یا صرف  
 فصل قریب سے تعریف کی جائے۔ جیسے انسان کی تعریف  
 میں جسم ناطق یا صرف ناطق کہا جائے۔

رسم تامہ | کسی چیز کی تعریف اس کی جنس قریب اور خاصہ سے کی جائے  
 جیسے انسان کی تعریف حیوان ضاحک سے کی جائے۔

رسم ناقص | کسی چیز کی تعریف اس کی جنس بعید اور خاصہ سے یا صرف خاصہ  
 سے کی جائے۔ جیسے انسان کی تعریف جسم ضاحک یا صرف  
 ضاحک سے کی جائے۔

## تصدیقات

**تضییہ** وہ مرکب لفظ ہے کہ جس کے کہنے والے کو سچایا جھوٹا کہہ سکیں جیسے زید کھڑا ہے۔ زمین اوپر ہے۔ آسمان نیچے ہے وغیرہ۔  
تضییہ کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ عملیہ ۲۔ شرطیہ۔

**حملیہ** وہ تضییہ جو دو مفرد سے مل کر بنے اور اس میں ایک کو دوسرے کے لیے ثابت کر لے یا دوسرے سے نفی کرنے کا حکم لگایا جلتے۔ جیسے زید عالم ہے۔ اور زید عالم نہیں ہے۔ اس میں زید اور عالم دو مفرد ہیں۔ پہلے تضییہ میں عالم کو زید کے لیے ثابت کیا گیا اور دوسرے تضییہ میں زید سے عالم ہونے کی نفی کا حکم لگایا ہے۔ پہلا تضییہ موجبہ اور دوسرا تضییہ سالبہ ہے۔

**موضوع** تضییہ حملیہ کا پہلا جز جیسے زید عالم ہے میں زید

**محمول** تضییہ حملیہ کا دوسرا جز جیسے زید عالم نہیں ہے میں عالم۔

**رابطہ** موضوع و محمول کے درمیان ایک نسبت ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے دونوں میں تعلق ہوتا ہے اس نسبت پر جو لفظ دلالت کرتا ہے اسے

رابطہ کہتے ہیں۔ جیسے زید عالم ہے میں لفظ "ہے" "تضییہ حملیہ کی چار قسمیں ہیں۔ ۱۔ شخصیہ ۲۔ طبیعیہ ۳۔ محصورہ ۴۔ مہملہ وہ تضییہ جس کا موضوع شخص معین ہو۔ جیسے زید حملیہ شخصیہ کا تب ہے۔

وہ تفسیہ جس میں حکم موضوع کے مفہوم پر لگے۔  
جیسے انسان کٹی ہے۔

حملیہ طبعیہ

وہ تفسیہ جس کا موضوع کٹی ہو اور حکم موضوع کے افراد پر  
لگے اور یہ بھی بیان کیا جائے کہ کل افراد مراد ہیں یا بعض

حملیہ محصورہ

افراد۔ جیسے تمام انسان جاندار ہیں۔ بعض حیوان انسان نہیں ہیں۔ جس لفظ سے  
افراد کی تعداد بیان کی جاتے اسے سور کہتے ہیں جیسے کل، بعض، اہر، کوئی وغیرہ  
محصورہ کی چار قسمیں ہیں۔

محمول موضوع کے تمام افراد کے لیے ثابت کیا جاتے۔ جیسے  
تمام انسان جاندار ہیں۔

موجبہ کلیہ

محمول موضوع کے بعض افراد کے لیے ثابت کیا جاتے  
جیسے بعض انسان کاتب ہیں۔

موجبہ جزئیہ

محمول کی موضوع کے تمام افراد سے نفی کی جاتے۔ جیسے  
کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔

سالبہ کلیہ

محمول کی موضوع کے بعض افراد سے نفی کی جاتے  
جیسے بعض انسان کاتب نہیں ہیں۔

سالبہ جزئیہ

وہ تفسیہ ہے جس میں موضوع کے افراد کی تعداد بیان  
نہ کی جائے۔ جیسے انسان جاندار ہے۔

حملیہ مہملہ

وہ تفسیہ ہے جو دو حملیوں سے مل کر بنے۔ جیسے  
اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا یا جیسے زید

تفسیہ شرطیہ

عالم ہے یا جاہل۔ شرطیہ کے پہلے جز کو مقدم اور دوسرے جز کو  
کوتالی کہتے ہیں۔

تفنیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ متصلہ ۲۔ منفصلہ۔

وہ تفنیہ ہے کہ اسکا ایک جز کو تسلیم کرنے پر دوسرے جز  
 کے تسلیم کرنے کا یا اس کی نفی کا حکم لگایا جائے اگر تسلیم  
 کرنے کا حکم ہے تو موجب ہے جیسے اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا۔ اگر نفی کا حکم ہے  
 تو سالبہ ہے جیسے یہ بات نہیں کہ اگر دید انسان ہو تو گھوڑا ہو۔

نوٹ :- متصلہ سالبہ میں اتصال کی نفی کی جاتی ہے۔ کہ ان دو تفنیوں میں اتصال  
 نہیں ہے۔ لیکن وہ تفنیہ متصلہ کی شکل پر ہوتا ہے۔ اس لیے متصلہ کہتے ہیں۔  
 شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ لازمیہ ۲۔ اتفاقیہ۔

وہ تفنیہ ہے کہ جس کے دونوں اجزاء میں اتصال ایسا  
 ہو کہ ایک کے وجود سے دوسرے کا بھی وجود ہو جیسے اگر  
 سورج نکلے گا تو دن موجود ہوگا۔ سورج کے نکلنے اور دن کے موجود ہونے میں اتصال لازمی ہے۔

جس کے دونوں اجزاء میں اتصال لازمی نہ ہو بلکہ اتفاقاً جمع  
 ہو سکتے ہوں۔ جیسے اگر انسان جاندار ہے تو پتھر  
 بے جان ہے۔ انسان کے جاندار ہونے اور پتھر کے بے جان ہونے میں کوئی لازم  
 تعلق نہیں ہے۔

وہ تفنیہ ہے کہ جس کے دونوں اجزاء کے درمیان جدائی  
 و علیحدگی کے ثبوت یا نفی کا حکم لگایا جائے۔ اگر جدائی  
 کا ثبوت ہے تو وہ موجب ہے۔ جیسے عدو یا نزاع ہوگا یا جفت۔ اس میں حاق و  
 جفت کے درمیان علیحدگی کا حکم لگایا گیا ہے اگر جدائی کی نفی کا حکم ہے تو وہ سالبہ ہے  
 جیسے سورج نکلے گا یا دن موجود ہوگا یہ بات نہیں ہے۔ اس میں طلوع شمس اللہ وجود  
 ہمارے درمیان جدائی کی نفی کی گئی ہے منفصلہ سالبہ بھی حکم میں موجب متصلہ ہوتا ہے۔

لیکن اگر منفصلہ کی شکل میں ہوگا تو اسے منفصلہ کہیں گے۔

شرطیہ منفصلہ میں اگر دونوں اجزاء کے درمیان ذاتی طور پر جدائی ہے تو وہ عنادیتہ کہلاتا ہے۔ جیسے عدد یا نوطان ہوگا یا جفت۔ اگر جدائی ذاتی طور پر نہیں ہے تو اتفاقیتہ ہے۔ مثلاً زید عالم ہے لیکن ڈاکٹر نہیں ہے تو اس طرح کہا کہ زید یا تو عالم ہے یا ڈاکٹر۔ یہاں عالم اور ڈاکٹر میں جدائی بیان کی ہے لیکن حقیقت میں عالم اور ڈاکٹر میں جدائی نہیں ہے۔ شرطیہ منفصلہ کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ حقیقیہ ۲۔ مانعۃ الجمع ۳۔ مانعۃ الخلو۔

وہ تفسیر جس کے دونوں اجزاء میں ایسی جدائی ہو کہ دونوں  
**منفصلہ حقیقیہ** ایک چیز میں نہ ایک ساتھ اکٹھے ہو سکیں اور نہ اس سے  
 ایک دم علیحدہ ہو سکیں۔ جیسے عدد یا نوطان ہوگا یا جفت۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ عدد  
 طاق یا جفت نہ ہو اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ طاق بھی ہو اور جفت بھی۔

وہ تفسیر جس کے دونوں اجزاء میں ایسی جدائی ہو کہ  
**منفصلہ مانعۃ الجمع** دونوں کسی چیز میں ایک ساتھ اکٹھے نہ ہو سکیں لیکن  
 دونوں اس چیز سے ایک ساتھ علیحدہ ہو سکیں۔ جیسے یہ چیز یا تو درخت ہے یا پتھر۔ اب  
 ایک چیز درخت و پتھر دونوں نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ درخت و پتھر نہ ہو  
 بلکہ کوئی اور چیز ہو مثلاً انسان جو کہ درخت ہے نہ پتھر۔

وہ تفسیر جس کے دونوں اجزاء کے درمیان ایسی جدائی ہو  
**منفصلہ مانعۃ الخلو** کہ وہ دونوں ایک ساتھ کسی چیز سے علیحدہ نہ ہو سکیں لیکن  
 ایک ساتھ جمع ہو سکیں۔ جیسے دنیا میں کافر ہوگا یا مسلمان۔ دیکھیے یہ ہو سکتا ہے کہ دنیا میں  
 صرف کافر ہوں یا صرف مسلمان ہوں۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں نہ ہوں۔ کیونکہ جب  
 کوئی کافر یا مسلمان نہیں ہوگا تو دنیا ختم ہو جائے گی۔ یا جیسے دوزخ میں کافر ہوں  
 گے یا مسلمان۔

**قضیہ موجبہ** وہ قضیہ جس میں بہت ذکر کی جائے۔ جہت کی وضاحت یہ ہے کہ ہر قضیہ میں جو حکم لگایا جاتا ہے وہ یا تو ممکن ہوتا ہے یا واجب و ضروری ہوتا ہے یا دائمی ہوتا ہے۔ اس امکان، ضرورت اور قوام کو نسبت کہتے ہیں۔ اور اگر اس نسبت کو قضیہ میں ذکر کر دیا جائے تو اسے جہت کہتے ہیں جیسے ”ہر انسان کا حیوان ہونا ضروری ہے“ اس قضیہ میں لفظ ”ضروری“ جہت ہے اور قضیہ موجبہ ہے۔ نیز اس قضیہ کو باہیہ یعنی چار اجزاء والا بھی کہتے ہیں کیونکہ اب اس قضیہ کے چار جزو ہیں۔ یعنی موضوع محمول، نسبت رالطبی، اور جہت۔

قضیہ موجبہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) بسیطہ (۲) مرکبہ۔ قضیہ بسیطہ کی مشہور آٹھ قسمیں ہیں۔

- ① ضروریہ مطلقہ :- جب تک موضوع موجود ہو اس کے لیے محمول کا ثبوت ضروری ہو یا اس سے محمول کی نفی ضروری ہو جیسے ہر انسان کا حیوان ہونا ضروری ہے یا یہ ضروری ہے کہ کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔
- ② دائمہ مطلقہ :- جب تک موضوع موجود ہو اس کے لیے محمول کا ثبوت دائمی ہو یا اس سے محمول کی نفی دائمی ہو۔ جیسے دن و رات کا وجود دائمی ہے یا ہمیشہ سے یہ بات ہے کہ اجرام فلکی ساکن نہیں ہیں۔

ضرورت اور دوام میں فرق یہ ہے کہ جو حکم ضروری ہوتا ہے اس کے خلاف نہیں ہو سکتا ہے اور جو حکم دائمی ہوتا ہے تو اس کے خلاف ہونا ممکن ہوتا ہے۔ اس لیے دن و رات کو دائمی کہنا اسلامی عقیدہ کے مخالف نہیں ہے۔

- ③ مشروطہ عامہ :- جب تک موضوع میں کوئی مصفت پائی جائے تو اس

صفت کی وجہ سے موضوع کے لیے محمول کا ثبوت ضروری یا نفی ضروری ہو۔  
جیسے ہر کاتب جب تک کتابت کر رہا ہو تو اس کی انگلیوں کا متحرک ہونا ضروری  
ہے یا یہ ضروری ہے کہ کاتب جب تک کتابت کر رہا ہو تو اس کی انگلیاں  
ساکن نہیں ہوتی ہیں۔

④ عرفیہ عامہ :- جب تک موضوع میں کوئی صفت پائی جائے تو اس  
صفت کی وجہ سے موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا نفی دائمی ہو  
جیسے ہمیشہ سے یہ بات ہے کہ جب تک انسان نماز میں ہوتا ہے تو  
وہ کھانے پینے سے رکا ہوا ہوتا ہے۔ یا ہمیشہ سے یہ بات ہے کہ جب  
تک انسان نماز میں ہوتا ہے تو وہ کوئی چیز نہیں کھاتا ہے۔

⑤ وقتیہ مطلقہ :- موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا نفی کسی معین وقت  
میں ضروری ہو۔ جیسے رمضان میں روزہ کا وجود ضروری ہے یا یہ  
ضروری ہے کہ عید کے دن روزہ نہ ہو۔

⑥ فتنشرہ مطلقہ ۱۔ موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا نفی کسی وقت  
کا تعین کے بغیر ضروری ہو۔ جیسے ہر وقت انسان کے لیے سانس لینا  
ضروری ہے یا یہ ضروری ہے کہ کوئی جامد چیز کسی بھی وقت سانس نہیں  
لیتی ہے۔

⑦ مطلقہ عامہ :- موضوع کے لیے محمول کا ثبوت یا نفی کسی ایک زمانہ  
کے ساتھ خاص نہ ہو بلکہ کسی بھی زمانہ میں اس کا ایک دفعہ وجود کافی  
ہو جیسے بالفعل انسان ضاحک ہے۔ یا جیسے بالفعل انسان ضاحک  
نہیں ہے۔ یعنی انسان کا ضاحک ہونا یا ضاحک نہ ہونا کسی خاص  
وقت میں ضروری نہیں ہے۔ بلکہ کسی بھی وقت اگر کوئی انسان ضاحک

ہو جاتے یا ضاحک نہ ہو تو کلام صادق ہو جائے گا۔  
 (۸) ممکنہ عامہ :- موضوع کے لیے عمول کا ثبوت یا نفی ضروری نہ ہو جیسے  
 یہ ممکن ہے کہ آگ جلاتے۔ یعنی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ آگ نہ جلاتے جیسے  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہیں جلایا۔ یا جیسے یہ ممکن ہے کہ آگ  
 ٹھنڈی نہ ہو یعنی آگ کا ٹھنڈا ہونا ضروری نہیں ہے۔

**فائدہ :-** دوام کا مقابل مطلقہ عامہ ہے اور ضرورت کا مقابل امکان  
 ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ”زید عالم ہے“ تو اس قضیہ کی جانب موافق یہ ہے  
 عالم ہونے کا ثبوت زید کے لیے ہوا اور جانب مخالف یہ ہے کہ عالم نہ ہونے  
 کا ثبوت زید کے لیے ہو۔ اگر کسی قضیہ میں ضرورت کی نفی اس قضیہ کی جانب مخالف  
 سے کی جائے تو وہ ممکنہ عامہ ہوتا ہے۔ جیسے ”ممکن ہے کہ زید عالم نہ ہو“ یعنی  
 زید کا عالم ہونا ضروری نہیں ہے اور اگر ضرورت کی نفی دونوں جانب سے ہو تو اسے  
 ممکنہ خاصہ کہتے ہیں۔ جیسے ”زید کا عالم ہونا ممکن خاص ہے“ یعنی زید کا عالم ہونا  
 اور عالم نہ ہونا دونوں ضروری نہیں ہیں۔

قضیہ موجود مرکبہ دو قضیوں سے مل کر بنتا ہے۔ ان میں سے ایک قضیہ  
 موجبہ اور دوسرا سالبہ ہوتا ہے۔ دوسرے قضیہ کو تفصیل سے ذکر نہیں کیا جاتا  
 ہے۔ بلکہ اس کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے اگر پہلا قضیہ موجبہ ہے تو پورا قضیہ موجبہ  
 کہلاتا ہے۔ اور اگر پہلا قضیہ سالبہ ہے تو پورا قضیہ سالبہ کہلاتا ہے۔

مرکبہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ بسیطہ پر دوام یا ضرورت کی نفی کا اضافہ  
 کر دیا جائے جیسے مشروطہ عامہ ہے کہ ”وہر کتاب جب تک کتابت کر رہا ہو  
 تو اس کی انگلیوں کا حرکت کرنا ضروری ہے“ اس پر ہم نے دوام کی نفی کا اضافہ کیا  
 اور کہا ”ہر کتاب جب تک کتابت کر رہا ہو تو اس کی انگلیوں کا حرکت کرنا ضروری



ہے لیکن دائمی نہیں ہے، یہ مرکب بن گیا۔ اس میں لفظ دو لیکن دائمی نہیں ہے،  
 سے دوسرے قضا کی طرف اشارہ ہے۔ چونکہ پہلا قضیہ موجبہ ہے اس لیے دوسرا  
 سالبہ نکلے گا نیز دوام کی نفی سے مطلقہ عامہ ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے اب دوسرا  
 قضیہ یہ بنے گا کہ ”لیکن ہر کتاب کی انگلیاں بالفعل حرکت نہیں کر رہی ہیں“۔

یہ قضیہ مرکب موجبہ تھا۔ اور سالبہ کی مثال یہ ہے کہ ”یہ ضروری ہے کہ کتاب جب  
 تک کتابت کر رہی ہو تو اس کی انگلیاں ساکن نہیں ہوتی ہیں لیکن دائمی نہیں ہے۔“  
 یعنی لیکن ہر کتاب کی انگلیاں بالفعل حرکت کرتی ہیں۔“

مرکبات سات ہیں اور یہ بسائط کے مشروطہ عامہ، منتشرہ مطلقہ،  
 عرفیہ عامہ، وقتیہ مطلقہ، مطلقہ عامہ اور ممکنہ عامہ سے بنتے ہیں تفصیل  
 درج ذیل ہے۔

۱۔ مشروطہ خاصہ: مشروطہ عامہ سے دوام کی نفی کرنے سے بنتا ہے  
 مثال اس کی گذر چکی ہے۔

۲۔ عرفیہ خاصہ: عرفیہ عامہ سے نفی کرنے سے بنتا ہے جیسے ”ہمیشہ  
 سے یہ بات ہے کہ روزہ دار کھانے پینے سے رکا رہتا ہے لیکن دائمی  
 نہیں ہے“ یعنی روزہ دار کا اپنی ذات کی وجہ سے کھانے پینے سے  
 رکنا دائمی نہیں ہے۔ بلکہ روزہ کی وجہ سے ہے۔

۳۔ وجودیہ لازمہ: مطلقہ عامہ سے ضرورت کی نفی کرنے سے بنتا ہے  
 جیسے ”بالفعل انسان ضاحک ہے لیکن ضروری نہیں ہے“ یعنی  
 انسان کا ضاحک نہ ہونا ممکن ہے۔“

۴۔ وجودیہ دائمہ: مطلقہ عامہ سے دوام کی نفی کرنے سے بنتا ہے۔  
 جیسے بالفعل انسان ضاحک نہیں ہے لیکن دائمی نہیں ہے یعنی انسان

بالفعل ضاحک ہے۔ چونکہ دوام کی نفی سے مطلقہ عامہ بنتا ہے اس لیے دوسرا قضیہ بھی مطلقہ عامہ ہے۔

۵:- وقتیہ و وقتیہ مطلقہ سے دوام کی نفی کرنے سے بنتا ہے۔ جیسے ”رمضان میں روزہ کا وجود ضروری ہے لیکن دائمی نہیں ہے“ یعنی رمضان میں روزہ نہیں ہے بالفعل۔

۶:- منتشرہ مطلقہ سے دوام کی نفی کرنے سے بنتا ہے۔ جیسے ”ہر وقت انسان کے لیے سانس لینا ضروری ہے لیکن دائمی نہیں ہے“ یعنی انسان سانس نہیں لیتا ہے بالفعل۔

۷:- ممکنہ خاصہ:- قضیہ کی جانب مخالف و جانب موافق دونوں سے ضرورت کی نفی کی جلتے۔ جیسے ”امکان خاص کے ساتھ ہر انسان ضاحک ہے“ یعنی امکان عام کے ساتھ انسان ضاحک ہے اور امکان کے ساتھ انسان ضاحک نہیں ہے۔ امکان خاص دو ممکنہ عامہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ان میں سے ایک موجبہ ہوتا ہے اور دوسرا سالبہ ہوتا ہے۔

## تناقض

دو قضيوں کا ایسا ہونا کہ ایک موجبہ ہو اور دوسرا سالبہ اور ایک کو سچا کہنے سے دوسرے قضاہ کو جھوٹا کہنا پڑے۔ اگر دونوں سچے یا دونوں جھوٹے ہوں تو تناقض نہیں ہوگا۔ جیسے زید عالم ہے، زید عالم نہیں ہے۔ یہ دونوں قضاہ بیک وقت نہ سچے ہو سکتے ہیں اور نہ جھوٹے۔ ان دونوں قضاہوں میں سے ہر قضاہ دوسرے کی نقیض کہلاتا ہے۔

تناقض کے تحقق کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ دونوں آٹھ چیزوں میں متفق ہوں وہ آٹھ چیزیں یہ ہیں۔ م موضوع، م محمول، م مکان، م شرط، م اضافت، م نسبت، م جزو کل، م قوت و فعل، م زمانہ۔ ان آٹھ چیزوں کو اس شعر میں کسی نے جمع کر دیا ہے۔

و تناقض ہشت محدث شرط و ان  
وحدت شرط و اضافت جزو کل  
وحدت موضوع و محمول و مکان  
قوت و فعل است و اضافت ان  
اگر ان آٹھ چیزوں میں اتفاق نہیں ہوگا تو تناقض نہیں ہوگا۔ مثالیں درج

ذیل ہیں۔

تناقض

تناقض

- |   |   |   |  |   |
|---|---|---|--|---|
| ① | موضوع۔ زید عالم ہے۔ زید عالم نہیں ہے۔     | ✓ | زید عالم ہے۔ عمر عالم نہیں ہے۔         | ✗ |
| ② | محمول۔ زید عالم ہے، زید عالم نہیں ہے۔     | ✓ | زید عالم ہے۔ زید کاتب نہیں ہے۔         | ✗ |
| ③ | مکان۔ زید کتب خانہ۔ زید کتب خانہ نہیں ہے۔ | ✓ | زید کتب خانہ ہے۔ زید کتب خانہ نہیں ہے۔ | ✗ |
| ④ | زمانہ۔ زید صبح گیا۔ زید صبح نہیں گیا۔     | ✓ | زید صبح گیا۔ زید شام کو نہیں گیا۔      | ✗ |
| ⑤ | شرط۔ اگر پڑھو گے تو انعام ملیگا۔          | ✓ | اگر پڑھو گے تو انعام ملے گا۔           | ✗ |
| ⑥ | اگر پڑھو گے تو انعام نہیں ملیگا۔          | ✓ | اگر کھیلو گے تو انعام نہیں ملے گا۔     | ✗ |
| ⑦ | زید خالد کا باپ ہے۔                       | ✓ | زید خالد کا باپ ہے۔                    | ✗ |
| ⑧ | زید خالد کا باپ نہیں ہے۔                  | ✓ | زید خالد کا باپ نہیں ہے۔               | ✗ |

تناقض میں نے پوری کتاب پڑھی  
 میں نے پوری کتاب نہیں پڑھی

(یعنی پوری پڑھی ہے)  
 میں نے آدھا کام کیا ہے  
 میں نے آدھا کام کیا۔ میں نے پورا کام نہیں کیا X  
 قوت و فعل۔ قوت سے مراد کسی چیز کی صلاحیت ہونا، اور فعل سے مراد صلاحیت کا اسی وقت ظاہر ہونا۔

زید کاتب ہے۔ بالقوة  
 زید کاتب نہیں ہے۔ بالقوة X  
 زید کاتب ہے۔ بالفعل  
 زید کاتب نہیں ہے۔ بالفعل X  
 (یعنی فی الحال کاتب ہے)

قضیہ محصورہ میں مذکورہ بالا "وحدات ثمانیہ" کے ساتھ ساتھ تناقض کے لیے کلیہ و جزئیہ میں اختلاف ہونا ضروری ہے۔ پس موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ اور سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہے۔

موجبہ کلیہ۔ ہر انسان جاندار ہے  
 بعض انسان جاندار نہیں X  
 موجبہ جزئیہ۔ بعض حیوان انسان ہیں  
 کوئی حیوان انسان نہیں ہے X  
 سالبہ کلیہ۔ کوئی انسان پتھر نہیں ہے  
 بعض انسان پتھر ہیں X  
 سالبہ جزئیہ۔ بعض حیوان انسانی نہیں  
 ہر حیوان انسان ہے X

یعنی قضیہ کے موضوع و محمول کو اس طرح اٹھانے کا موضوع محمول بن جائے اور محمول موضوع بن جائے۔ جیسے ہر انسان ناطق ہے۔ اس کا عکس بعض ناطق انسان ہیں۔ پہلے قضیہ کو اصل اور دوسرے قضیہ کو اس کا

## عکس مستوی

عکس کہتے ہیں۔ اس کے لیے دو شرائط ہیں۔ پہلی شرط یہ کہ اگر اصل موجب ہے تو عکس بھی موجب ہو اور اگر اصل سلب ہے تو عکس بھی سلب ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اگر اصل سچا ہے تو عکس بھی سچا ہو اور اگر اصل جھوٹا ہے تو عکس بھی جھوٹا ہو۔ محصورات اربعہ میں سے موجب کلیہ کا عکس موجب جزئیہ، موجب جزئیہ کا عکس موجب کلیہ، سلب کلیہ کا عکس سلب جزئیہ، اور سلب جزئیہ کا عکس سلب کلیہ لازمی طور پر نہیں آتا۔

مثلاً: موجب کلیہ: ہر انسان جاندار ہے۔ عکس: بعض انسان جاندار ہیں۔  
مثلاً: موجب جزئیہ: بعض حیوان انسان ہیں۔ عکس: بعض انسان حیوان ہیں۔  
مثلاً: سلب کلیہ: کوئی انسان پتھر نہیں۔ عکس: کوئی پتھر انسان نہیں۔

وہ قول مرکب ہے جو دو قضیوں سے مل کر بنتا ہے اور ان دونوں کو تسلیم کرنے سے تیسرے قضیہ کو تسلیم کرنا ضروری ہوتا

## قیاس

ہے۔ جیسے ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم والا ہے۔ تو یہ ماننا پڑے گا کہ ہر انسان جسم والا ہے۔ قیاس کی کچھ اصطلاحات یہ ہیں جو درج ذیل ہیں۔

وہ قضیہ جس سے قیاس بنتا ہے۔ جیسے مذکورہ بالا مثال میں ہر انسان جاندار ہے۔ ہر جاندار جسم والا ہے۔

## مقدمہ

وہ قضیہ جو دو قضیوں کے تسلیم کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثال میں ہر انسان جسم والا ہے۔

## نتیجہ

نتیجہ کا موضوع اصغر کہلاتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثال میں انسان۔

## اصغر

نتیجہ کا محمول اکبر کہلاتا ہے۔ جیسے مذکورہ مثال میں جسم والا۔

## اکبر

صغریٰ | قیاس کا وہ مقدمہ جس میں اصغر ہو۔ جیسے مذکورہ مثال میں ہر انسان جاندار ہے۔  
 کبریٰ | قیاس کا وہ مقدمہ جس میں اکبر ہو جیسے مذکورہ مثال میں ہر جاندار جسم والا ہے۔  
 حد اوسط | قیاس کے مقدمہ میں جو اصغر و اکبر کے علاوہ ہے یا جس کا ذکر دونوں مقدموں میں ہوا ہے۔ جیسے مذکورہ مثال میں جاندار۔  
 شکل | صغریٰ و کبریٰ کو ترتیب دینے سے جو صورت حاصل ہو۔ جیسے درج ذیل صورت۔

صغریٰ	کبریٰ
ہر انسان جاندار ہے۔	ہر جاندار جسم والا ہے۔
اصغر حد اوسط	حد اوسط اکبر
اصغر	اکبر
ہر انسان جسم والا ہے۔	

نتیجہ۔

شکلوں کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ حد اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو۔ جیسے ہر انسان ناطق ہے۔

اور ہر ناطق جسم والا ہے۔

۲۔ حد اوسط: دونوں میں محمول۔ جیسے ہر انسان جاندار ہے اور کوئی پتھر جاندار

نہیں ہے۔

۳۔ حد اوسط دونوں میں موضوع۔ جیسے ہر انسان جاندار ہے۔ اور بعض انسان

لکھے والے ہیں۔

۴۔ حد اوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول۔ جیسے ہر انسان جاندار ہے۔

اور بعض لکھنے والے انسان ہیں۔

نوٹ :- نتیجہ ہمیشہ ارذل کے تابع ہوتا ہے۔ یعنی اگر قیاس کے مقصد سے موجب و  
سالبہ ہوں تو نتیجہ سالبہ اور اگر کلیہ و جزئیہ ہوں تو نتیجہ جزئیہ آئے گا۔

وہ قیاس جو دو عملیوں سے مل کر بنے جیسے مذکورہ  
**قیاس اقترانی**  
بالا قیاس و مثالیں۔

وہ قیاس جس کا ایک مقدمہ شرطیہ اور دوسرا حملیہ  
ہو اور اس میں صرف استثناء ہو لیکن، موجود ہو۔ نیز نتیجہ  
**قیاس استثنائی**

یا نقیضی نتیجہ بھی قیاس میں بعینہ مذکور ہے۔ جیسے  
مثلاً: اگر سورج نکلے گا تو دن موجود ہو گا۔ لیکن سورج نکل گیا نتیجہ: دن موجود ہے  
مثلاً: دن موجود ہو گا۔ لیکن سورج نہیں نکلا تو دن موجود نہیں ہے  
پہلی مثال میں نتیجہ قیاس کے پہلے مقدمہ یعنی قضیہ شرطیہ کا دوسرا جز ہے۔ اور دوسری مثال  
میں نتیجہ اس دوسرے جز کی نقیض ہے۔ ان دونوں مثالوں میں پہلا مقدمہ قضیہ شرطیہ  
اور دوسرا مقدمہ حملیہ ہے۔

کسی چیز کے حکم کی علت تلاش کر کے وہی علت دوسری چیز میں پا کر  
پہلی چیز کا حکم اس میں لگا دینا۔ جیسے شراب حرام ہے۔ اس حکم کی  
**تمثیل**  
علت یہ معلوم ہوتی کہ نشہ ہے۔ یہ نشہ بھنگ میں پایا گیا تو بھنگ کے لیے بھی حرام ہونے  
کا حکم ثابت کر دیا۔ پہلی چیز کو مقیس علیہ یا اصل اور دوسری چیز کو مقیس یا فرع کہتے ہیں

مقیس علیہ یا اصل	حکم	علت	مقیس یا فرع
شراب	حرام ہونا	نشہ	بھنگ

چند جزئیات یا افراد میں کوئی خاص چیز دیکھنے کے بعد ان جزئیات  
استقراء کی گئی کے لیے اس خاص چیز کو ثابت کر دینا۔ مثلاً کسی نے چند علماء

کو دیکھا کہ وہ عربی میں باتیں کہہ رہے ہیں۔ تو پھر اس نے کہہ دیا کہ ہر عالم عربی میں بات کرتا ہے۔

مثیل واستقرار یقین کا فائدہ نہیں دیتے۔ بلکہ ان سے ظنی علم حاصل ہوتا ہے کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ اصل و صحیح علت نہ نکالی ہو۔ اور کلی کے تمام اذرا کے اندر وہ خاص بات نہ ہو جو چند میں ہے۔

**دلیل علمی** | قیاس اقرانی میں نتیجہ کی علت و وجہ حد اوسط بنتی ہے۔ یعنی نتیجہ کا معمول موضوع کے لیے حد اوسط کی وجہ سے ثابت ہوتا ہے۔ جیسے زمین دھوپ والی ہو رہی ہے۔ اور ہر دھوپ والی شئی روشن ہوتی ہے۔ نتیجہ ۱۔ زمین روشن ہے۔ اس میں زمین کے لیے روشنی کا ثبوت دھوپ کی وجہ سے ہوا ہے جو کہ حد اوسط ہے۔ اگر حقیقت میں بھی حد اوسط نتیجہ کے حکم کے لیے علت ہو تو وہ دلیل لیتی کہلاتی ہے۔ جیسے مذکورہ مثال میں روشنی کی علت دھوپ ہے اور حقیقت میں بھی یہی علت ہے۔

**دلیل اتنی** | اگر حقیقت میں حد اوسط حکم کے لیے علت نہ ہو تو وہ دلیل اتنی ہے۔ جیسے زمین روشن ہے اور ہر روشن شئی دھوپ والی

ہے۔ نتیجہ ۱۔ زمین دھوپ والی ہے۔ اس قیاس میں دھوپ کے لیے علت روشن ہونا بیان کیا گیا۔ حالانکہ اصل میں دھوپ علت ہے روشنی کے لیے، بلکہ روشنی دھوپ کے لیے علامت و دلیل ہے۔

خلاصہ یہ کہ اگر قیاس میں حکم حقیقی علت سے ثابت کیا جائے اور اسے حد اوسط بنایا جائے تو وہ دلیل لیتی ہے۔ اور اگر حکم علامت و دلیل کے ذریعہ ثابت کیا جائے تو وہ دلیل اتنی ہے۔

لیتی ہے لہذا سے نکلا ہے۔ یعنی جس سے کسی شئی کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا



جاتا ہے۔ الف کو حذف کر کے میم کو مشدّد کر دیا۔ اور اتنی یران سے نکلا ہے جو کہ تحقیق پر دلالت کرتا ہے۔

وہ شکل جو مقدمات کو ترتیب دینے سے حاصل ہو۔ جیسے اشکال اربعہ ہیں۔

## صورة قیاس

مقدمات جن سے قیاس بنتا ہے۔ اگر یہ مقدمات یقینی ہوں تو نتیجہ بھی یقینی ہوتا ہے اور اگر یہ مقدمات یا کوئی

## مادہ قیاس

ایک مقدمہ ظنی و ضعیف ہو تو نتیجہ بھی ظنی ہوگا۔ قیاس کی مادہ کے اعتبار سے یا صحیح قسمیں ہیں۔ ۱۔ برہانیات، ۲۔ جداولیات، ۳۔ خطابیات، ۴۔ شعریات، ۵۔ سفسطہ

برہان کے معنی واضح اور کھلی چیز۔ یہ وہ قیاس ہے

## قیاس برہانی

جس کے مقدمات یقینی ہوں، خواہ یہ یقین بدیہی ہو جیسے دو چار کا آدھلے یا نظری ہو اور دلیل سے پیدا ہوا ہو۔ جیسے کائنات کو بنانے والا ایک اللہ ہے۔ بدیہات کی چھ قسمیں ہیں۔ ۱۔ اولیات، ۲۔ فطریات، ۳۔ تجزیات، ۴۔ مشاہدات، ۵۔ حدسیات، ۶۔ متواترات وہ تفسیر کہ موضوع و محمول کا تصور کرنے ہی سے اس

## اولیات

حکم کے ثبوت کا یقین پیدا ہو جائے جیسے: کل اپنے جز

سے بڑا ہوتا ہے۔

وہ تفسیر کہ موضوع و محمول کے تصور کے بعد ان کے حکم کی علت

## فطریات

بھی ذہن میں آجائے۔ جیسے چار جفت ہے۔ اس میں چار و جفت کا تصور آئے ہی یہ خیال بھی آئے گا کہ چار دو سے تقسیم ہو جاتا ہے اس

لیے جفت ہے۔

وہ تفسیر میں حکم تجربے سے ثابت ہوا ہو۔ جیسے  
بادشاہوں کی محبت ہلاک کرنے والی ہے۔

## تجربیات

وہ تفسیر جس میں حکم مشاہدہ کی بنا پر کیا جائے۔ جیسے بھوج  
روشنی پھیلاتا ہے۔

## مشاہدات

اگر اس ظاہرہ یعنی آنکھ یا کان یا ناک یا زبان یا چھونے سے حکم ثابت ہو تو  
وہ حسیات کہلاتا ہے۔ اور اگر اس باطن یعنی حس مشترک یا خیال یا وہم یا مافطریہ یا  
قوت متصرف سے حکم ثابت ہو تو وہ وجدانیات کہلاتا ہے۔ جیسے میں بھوکا ہوں  
یا پیاسا ہوں وغیرہ۔

وہ تفسیر جس میں حکم حدس سے ثابت ہو۔ حدس کے معنی ہیں خیال

## حدسیات

اور یہاں یہ مراد ہے کہ دلیل ذہن میں آتے۔ لیکن اسے پوری طرح  
ترتیب دینے کی ضرورت نہ پڑے۔ پس خیال ہی خیال میں اس پر نظر کر کے حکم لگا دیا  
جائے۔ جیسے چاند سورج کے روشن ہونے کو دیکھا اور خیال دوڑا کہ یہ حکم لگا دیا کہ  
چاند کو روشنی سورج کی روشنی سے حاصل ہوتی ہے۔

وہ تفسیر کہ جس میں حکم ایسی جماعت کے واسطے سے لگے کہ جن کا

## متواترات

جموٹ پر اتفاق کرنا محال ہو۔ جیسے قرآن اللہ کی کتاب ہے

کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے۔ وغیرہ۔

وہ قیاس جس کے مقدمات مشہور ہوں اور اکثر لوگ اسے تسلیم

## قیاس جدلی

کرتے ہوں یا کسی فرقہ کے تسلیم شدہ ہوں۔ خواہ سچے ہوں یا

جھوٹے۔ جیسے احسان کا اچھا ہونا اور دشمن کا بُرا ہونا، ہندوؤں کے نزدیک ذبح

بیانات کا بُرا ہونا وغیرہ۔

وہ قیاس جس کے مقدمات غالب گمان میں صحیح ہوں اور سچ لگوں  
**قیاس خطابی** پر اعتقاد ہے ان کے اقوال و رائے کو دلیل بنایا جائے  
 جیسے اولیاء اور فلاسفہ کے اقوال۔

وہ قیاس ہے جس کے مقدمات خیالی ہوں۔ خواہ سچے ہوں  
**قیاس شعری** یا بھڑے۔ جیسے زید چاند ہے۔ اور ہر چاند روشن ہوتا  
 ہے۔ پس زید روشن ہے۔ وغیرہ۔ ایسے مقدمات سے ڈریا شوق میں اضافہ  
 ہوتا ہے۔

سفسطہ کے معنی ہیں دھوکہ۔ اس قیاس میں ایسے مقدمات  
**قیاس سفسطی** ہوتے ہیں جو محض وہمی اور متشابہہ ہوتے ہیں۔ انکی حقیقت  
 نہیں ہوتی۔ مثلاً یہ کہنا کہ ہر موجود چیز کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں اور خدا بھی موجود  
 ہے۔ پس خدا کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں۔ اس قیاس میں صغریٰ صحیح نہیں ہے۔  
 یا گھوڑے کی تصویر کے بارے میں کہیں کہ ”یہ گھوڑا ہے اور ہر گھوڑا مہنہ نمانے  
 والا ہے۔ پس یہ مہنہ نمانے والا ہے۔“  
 ان پانچ قسموں میں سے معتبر قیاس برطانی ہے۔



**فائدہ**  
صفحہ ۵۸ سے متعلق ہے

## کلی متواطی

کلی اپنی جزئیات پر برابری سے صادق ہو اور کسی قسم کا تفاوت نہ ہو جیسے انسان ایک کلی ہے اور یہ اپنے تمام افراد پر برابری سے صادق ہوتی ہے یعنی انسان پاہے کالا ہو یا گورا، چھوٹا ہو یا بڑا، عقل مند ہو یا بے وقوف، ناقص الاعضا ہو یا کامل الاعضا۔ غرض یہ کہ ہر قسم کے انسان کو انسان ہی کہیں گے۔

## کلی مشکک

کلی اپنی جزئیات پر برابری سے صادق نہ ہو بلکہ بعض افراد پر اس کا ثبوت اولیٰ ہو اور دوسرے بعض افراد پر ادنیٰ یا بعض پر کلی کا ثبوت مقدم ہو اور دوسرے بعض افراد پر مؤخر۔ جیسے موجود ہونا ایک کلی ہے اور اس کے افراد باری تعالیٰ اور تمام ممکنات میں۔ لیکن باری تعالیٰ کا وجود اولیٰ اور مقدم ہے جبکہ ممکنات کا وجود ادنیٰ اور مؤخر ہے۔ یا کلی کا ثبوت بعض افراد پر زیادہ ہو اور دوسرے بعض پر کم۔ یا کچھ پر قوی ہو اور دوسرے بعض پر ضعیف جیسے سفید ہونا کلی ہے اور ہر سفید چیز اس کا فرد ہے لیکن آسمانی برف میں سفیدی شدید ہے جبکہ ہاتھی دانت میں سفیدی ضعیف ہے یہ کلی متواطی اور مشترک ہونے میں تنگ پیدا کرتی ہے۔ اس لیے اسے مشکک کہتے ہیں۔

مِنْ أَقَامَاتِ الشَّيْخِ مَوْلَانَا آدَارِي الْبَيْتِ لِأَجْلِ السَّبْحِ  
الَّذِي لَا يَزِيدُ إِلَّا حُبَّكَ مَوْلَانَا الْوَسْطَى الْكَلْبُورِي  
تَسْبِيحُ الْعَرَبِيَّةِ بِمَقَامِي دَارِ الْعُلُومِ بِبَنْدِ

# تَوْضِيحُ الْمَنْطِقِ

تأليف

مَوْلَانَا عَبْدِ الرَّحِيمِ الْقَائِمِي السَّبْحِي



## نِعْمَتُ الْمَنَعَامِ

شرح اردو

مُقَدِّمَةٌ مُسَلِّمَةٌ

الانام الحافظه الجوهه أمير المؤمنين في الميت  
مسلم بن الجماع القشيري النيشابوري

شارح

حضرت مولانا نعمت الله صاحب سادات حدیث  
دارالعلوم دیوبند

مکتبہ عربیہ اسلامیہ

مقابل آرام بازار کراچی ۱